الحکم کے شمارہ نمبر 25 کے صفحہ نمبر

12-11-10-9 نہیں ہیں

فہرست مضامین

نمبر ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ جمادی الاول | جلد ۱۰

قابل توجہ گورنمنٹ ممالک متحدہ آگرہ و اودھ
(و)
قابل توجہ جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع بجنور

نجیب آباد والوں نے ہم مٹھی بھر احمدیوں کی مخالفت میں جو تجویزیں تمہاں کی ہیں اسوقت تک ہم صبر و سکون کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں مگر تعجب ہے کہ گورنمنٹ کے ہندوستانی منتظم اہلکار بھی جنکو اپنی وجاہت و عزت پر ناز ہے ہم ضعیف احمدیوں کی نقصان رسانی اور تکلیف دہی میں عجیب عجیب قابل شرم ہیچ پوچ رنج ظاہر کر رہے ہیں اور دو تین سلیم الطبع نادار - بے یار و مددگار - عیالدار شخصوں کو نقصان پہونچا پہونچا کر اپنی ہمتی اور بہادری پر نازاں ہیں حالانکہ کسی مجبور اور کمزور کے سامنے لاف مردانگی جتانا سراسر بزدلی او نامردی ہے - وہ اہلکار جنسے کہ ہمکو مدد اور انصاف کی توقع تھی - اور جنکا فرض تھا کہ ہماری حفاظت کرتے بجائے کار منصبی کے اپنے رعب اہلکاری کو کام میں لا کر مذہبی مخالفوں کو نقصان پہونچانے کی کوششیں کرتے ہیں اور خود علانیہ فرماتے ہیں کہ فلاں احمدی کو قادیان سے اسقدر رقم ماہوار ملتی ہے اسلئے وہ خلاں نقصان برداشت کر سکیگا وغیرہ وغیرہ اور اسطرح شہر والوں کو چند غریب احمدیوں کی مخالفت میں قابل شرم طریقہ سے آمادہ کرتے ہیں اور مطلق اپنی شان اور منصب کے خلاف نہیں سمجھتے ہمنے مانا کہ جماعت احمدیہ عیسائیوں کی مذہبی غلطیاں ظاہر کرنے والی اور مذہب عیسائی کی مسلمانوں میں سب سے زیادہ مخالف جماعت ہے مگر اہل اسلام کی تمام فرقوں میں سب سے زیادہ گورنمنٹ کی خیر خواہ ہمدرد مطیع و فرمانبردار صرف ایک ہماری ہی جماعت یعنی جماعت احمدیہ ہے - خونی مہدی کے منتظر اور عیسائیوں کے مال و اسباب کو بجبر لوٹکر بلا استحقاق اپنے گھروں میں بھر لینے کے آرزومند گویا گورنمنٹ کو دہوکہ دیتے ہیں کہ اپنے آپکو گورنمنٹ کا خیر خواہ ظاہر کرتے ہیں - یہ بڑے بڑے عالیجناب اہلکار تو مہدی کے متعلق اپنے عقائد گورنمنٹ کے سامنے پیش بھی نہیں کر سکتے - کیا اچھا ہو کہ گورنمنٹ ان کے عقائد معلوم کرنے کے لئے ہم لوگوں میں سے کسی احمدی سے سوالات لکھا کر اون سوالات کے جوابات ان اہلکاروں سے لکھوائے اور پھر اونکو شائع کر دے یقیناً یہ لوگ گورنمنٹ سے ڈر کر اپنے اصلی عقائد کے خلاف وہ وہ باتیں بیان کرینگے کہ جنکو دیکھکر انکے جبہ پوش مولوی ضرور انپر کفر کے فتوے لگا دینگے - اخیر میں نہایت ادب کیساتھ گذارش ہے کہ نجیب آباد کے چند احمدی اسقدر ضعیف و کمزور ہیں کہ اپنی فریاد گورنمنٹ تک بھی بآسانی نہیں پہنچا سکتے تمام باخندگان شہر اور مقامی منتظم اہلکار ہمارے مخالف ہیں اسلئے ہم کو نہ کوئی گواہ دستیاب ہو سکتا ہے نہ اون مظالم کا جو ہمپر کئے گئے ہیں ہم دعوے پیش کر سکتے ہیں ہم لوگوں کی ایذا رسانی کے جو منصوبے رؤسا اور اعلےٰ حکام میں ہو رہے ہیں اونکا بھی ہم کوئی انسداد نہیں کر سکتے + راقم مظلوم نجیب آبادی احمدی +

نوٹ از ایڈیٹر میں بجنور کے کلکٹر صاحب کو خصوصیت سے توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ ان غریبوں کی حالت زار پر توجہ فرما کر مناسب انتظام کریں + احمدی جماعت جس غربت اور مسکینی سے گذارہ کر رہی ہے اس کا ثبوت اس سے ہو سکتا ہے کہ پنجاب میں جہاں یہ فرقہ نہایت زور سے ترقی کر رہا ہے ہر ضلع میں نہایت سکینت سے یہ لوگ آباد ہیں - اور حکام انکی دیانت داری اور حق گوئی اور وفاداری کے شاہد ہیں -

پچھلے دنوں بریلی کے ظالم طبع مخالفوں نے وہاں کے غریب احمدیوں کو دکھ دیا تھا تو میں نے الحکم کے ذریعہ ایک نوٹ لکھکر وہاں کے کلکٹر صاحب کو بھیجا تھا جسپر انہوں نے نہایت فرزانگی اور شفقت سے توجہ فرمائی - اور بیچارے مظلوموں کو امن ملا - اگر انگریزی گورنمنٹ نہ ہوتی تو یہ لوگ کبھی احمدیوں کے خون کی نہر چلا دیتے مگر شاہی سطوت اور جبروت ان بد ارادوں سے انہیں باز رکھتی ہے اور صرف تہوڑے ہتھیاروں سے دکھ دیتے ہیں دیسی مسلمان مقامی حکام (پنجاب میں نہیں) چونکہ ان مولویوں کے فتووں سے ڈرتے ہیں اسلئے وہ لوگ بھی ایذا رسانی میں فرق نہیں کرتے ورنہ کافر قرار دئیے جاویں اسلئے بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب خود توجہ فرمائیں - اور اپنے مظلوم وفادار رعایا کے افراد کے جان و مال کی حفاظت اپنے ہاتھ میں لیں اور انہیں تسلی دیں -

مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریر اثر پذیر ہوگی اور ضرور بجنور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب بنفس نفیس نجیب آباد کے غریب احمدیوں کی فریاد کو سنیں گے اور وہاں کی مخالف پارٹی کو مناسب تنبیہ فرمائیں گے - اگر ضرورت ہوئی تو اس معاملہ پر میں مزید قلم اٹھانے کو بھی طیار رہوں - صاحب ضلع بجنور یہ بھی خیال فرما سکتے ہیں کہ نجیب آبادی احمدیوں کی جماعت بہت ہی کم ہے جو چند آدمیوں سے زیادہ نہیں اور وہاں کے مخالف مسلمان کثیر التعداد ہیں جو انہیں ہر طرح تکلیف اور دکھ پہونچا سکتے ہیں پس اگر صاحب ضلع مقامی حکام کو مناسب ہدایات دیں گے تو اصلاح ہو سکتی ہے - اور وہ طوفان بے تمیزی جو غریب احمدیوں کے خلاف برپا کیا گیا ہے دب سکتا ہے -

نجیب آباد کے مخالف مسلمانو! یاد رکھو تمہاری یہ سختیاں اور دکھ اس جماعت کو پست ہمت نہ بنا سکیں گی - وہ مومن ہیں ان باتوں سے گھبرائیں گے نہیں - آخر تمہیں خود تھک کر رہ جانا پڑیگا کیا تمہارے پاس دلایل کی بجائے اب ایذا رسانی ہی رہ گئی ہے

ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی

کیا آپکو معلوم نہیں کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان میں ایک لاثانی کمپنی ہے بمفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیوں کے ہاتھ میں ہے (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانوں اور تجارت میں لگایا جاتا ہے جس سے ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیوں کے ہاتھ میں انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملک کی کمپنیوں کے مقابلہ میں بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور بنیاد پر قایم ہے۔ (۴) جتنے ممبر کمپنی کے انتقال کر چکے ہیں۔ ان کے پس ماندگان کو بلاحیل و حجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے۔ چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہیں۔ جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسے اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی میں نہیں کرانا چاہیے۔ آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچوں اور دیگر عزیزوں کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کریں۔ ہماری کمپنی کی پراسپکٹس کا سرکاری مطالعہ ہی آپ کو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام و پتہ لکھکر بھیجنا چاہیں پہونچنے پر پراسپکٹس فوراً آپکی خدمت میں بذریعہ ڈاک پہونچ جائیگا۔

گیان چند منیجر و الیکٹوری یا درخواستیں بنام لاجپت رائے ساہنی سکریٹری بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور بھیجی جاویں

سچے کو ہمیشہ راحت ہے

حب بے بہا۔ اسکے استعمال سے کمی قوت باہ۔ دماغ کی کمزوری خون کم پیدا ہونا۔ بدن کاہل رہنا۔ پٹھوں کی کمزوری بھوک کا کم لگنا۔ دماغی محنت کرنے والوں کے واسطے حقیقت میں بے بہا ہے قیمت دو درجن عہ

طلا طلسمی۔ یہ طلاان شخصوں کو مفید ہے جو اپنی قوت جوانی کو زائل کر چکے ہیں خواہ کسی بات سے زیادہ لکھنا خلاف تہذیب ہے۔ صرف ۷ یوم کے استعمال سے انشاءاللہ بالکل آرام ہو جاتا ہے قیمت ۶ ماشہ (عہ) جو ایک آدمی کے واسطے کافی ہے۔ اس کا نمونہ نہیں جا سکتا۔

نخل مراد۔ یہ وہ اعلےٰ قسم کی مٹھائی ہے جو مشک و عنبر میوجات و مقویات سے مرکب کرکے تیار کی ہے جو چند روز میں اپنا اثر دکھا کر بدن کو قوی کرکے باہ دماغ و دل کو از حد قوت بخشکر خون صالح پیدا کرتی ہے بکس خورد عہ بکس کلاں عہ تین روپے کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔

سرمہ سلیمانی۔ یہ سرمہ امراض چشم کا جانی دشمن ہے جس کے چند روز کے استعمال سے جالا پھولا دھند۔ آشوب چشم۔ پڑبال۔ آنکھوں سے پانی بہنا کمی بصارت۔ ناخنہ۔ وغیرہ کو بہت جلد رفع کرتا ہے آزمایش ضرور کیجئے قیمت فی شیشی ایک تولہ ۸

سفوف دنداں۔ درد دندان مسوڑوں کا پھولنا۔ دانتوں کا ہلنا۔ دانتوں میں کیڑا لگنا۔ دانتوں کا زرد ہو جانا۔ گندہ دہنی کا ہونا۔ غرض اس کے استعمال سے یہ امراض بہت جلد دفع ہو کر دانت مثل گوہر آبدار ہو جاتے ہیں

کارخانہ احمدی راحت روح عطریات

یہ کارخانہ قنوج میں قدیم ہے بلحاظ تغیرات زمانہ اور کارخانے کثرت سے ہو گئے ہیں۔ بلحاظ قدامت اب اسے ترقی دیگئی ہے اور عطر و تیل وغیرہ لوازمات صفائی سے تیار کئے جاتے ہیں اور خوش معاملگی سے کارخانہ انجام دیتا ہے۔ شائقین بطور نمونہ ضرور طلب کریں۔

راقم۔ محمد عبداللہ و سعد اللہ تاجران عطر قنوج

اگر آپ کو عمدہ عطر و تیل کی ضرورت ہو تو قنوج کے مشہور قدیم کارخانہ فرحت نسیم کو منگوائیے۔ روح خوش ہو جائیگی

گلاب عہ سے عہ تک۔ مشک عنبر عہ سے عہ تک۔ کیوڑہ عہ سے عہ تک۔ موتیا عہ سے عہ تک۔ حنا عہ سے عہ تک۔ چنبیلی عہ سے عہ تک۔ ناگر تیل فی شیشی عہ۔ مفصل فہرست منگوانے سے بھیجی جاویگی

المشتہر منیجر کارخانہ فرحت افزا النسیم قنوج

رعایتی فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم

ازالہ اوہام - حصہ دوم - یہ بے نظیر کتاب حضرت سلطان القلم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست قلم کا نتیجہ ہے جس میں اپنے دعوے کے متعلق نہایت بشرح و بسط سے کام لیا ہے اور مخالفوں کے اعتراضوں کو نمبر وار توڑا ہے - قیمت عہ ر - ست بچن رعایتی ۷ ر

آریہ دھرم - آریہ مذہب کی حقیقت کو حضرت حجت اللہ نے طشت از بام کر دیا ہے خصوصیت کے ساتھ جواب دیا ہے جو وہ اسلام پر کرتے ہیں - قیمت رعایتی ۱۰ ر

نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط - حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے - اور وحدت وجود کے اعتقادات کا لاجواب رد کیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے تیسری دفعہ چھپا ہے - قیمت (۲ ر)

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب - عیسائی مذہب کی تردید اور اسلام کی حقیقت پر حضرت خلیفۃ اللہ کا لطیف رسالہ - دوسری مرتبہ چھپا ہے - قیمت ۲ ر

فیصلہ آسمانی - حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۲ ر

نور القرآن - حصہ دوم - عیسائیوں کا عجیب رد - قیمت ۱۰ ر

ایڈیٹر الحکم کی تالیفات

تفسیر القرآن - پارہ اول - یہ تفسیر قوم اور بزرگان قوم نے غیر معمولی طور پر پسند فرمائی ہے - صدہا خطوط پسندیدگی بھیجے گئے ہیں - یہاں تک کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے باہر بھی اسکو قبولیت ہو گئی ہے - قیمت عہ ر

سلک مروارید - سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح اور ان میں سلسلہ عالیہ کی تعلیم کو عام کرنے کی غرض سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے موافق ناول کے طور پر لکھا گیا ہے - یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے - قیمت ۱۰ ر

سلک مروارید - حصہ دوم - جو جنوری ۱۹۰۶ء میں چھپکر شائع ہو گیا ہے - یہ رسالہ بھی بفضلہ پہلے حصہ کی طرح مفید اور موثر ہے - نہایت سلیس زبان میں مستورات کو اسلام کی سچائی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظمت و صداقت سے واقف کیا ہے - اور غیر مذاہب خصوصاً عیسائی مذہب کی حقیقت کو کھول کر دکھایا گیا ہے - اور اس دجل سے آگاہ کیا گیا ہے جو زنانہ مشنری عورتیں استعمال کرتی ہیں اور جن کے ذریعہ ناواقف اور بھولی بھالی عورتوں کو اسلام سے بدظن کیا ہے - ۸۸ صفحہ کی کتاب ہے - قیمت ۱۰ ر علاوہ محصولڈاک

رپورٹ جلسہ ۱۸۹۷ء - دار الامان میں ڈسمبر کے اواخر میں ایک عظیم الشان جلسہ ہوا تھا جس میں حضرت حجۃ اللہ نے تین زبردست تقریریں بیان فرمائیں - قیمت رعایتی ۸ ر

الانذار - حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۹۸ء کو قادیان میں ایک جلسہ طاعون کے متعلق کیا تھا - جسکی قابل قدر تجاویز گورنمنٹ پنجاب نے بھی شکر گذاری کا اظہار فرمایا تھا - اس جلسہ کے حالات حضرت حجۃ اللہ اور حکیم الامت کی تحریروں کا مجموعہ قیمت ۱۰ ر - اصلاح النظر ۲ ر

متفرق کتابیں

تفسیر سورۃ تبت - ۱ ر - سواد السبیل نمبر ۱ قیمت ۱ ر - نسخ رد شیعہ - قیمت ۱ ر مفیدہ ضوابط الاسرار قیمت ۲ ر - برہان الحق (عیسائی مذہب کی حقیقت کھولی گئی ہے) قیمت ۲ ر دعوت الحق نمبر ۲ - قیمت ۳ ر - التنبیح قیمت ۱ ر - مسلمانوں کا خدا اور رسول - دعا اور نمونہ قرآن مجید - قیمت ۲ ر - محمود کی آمین ۳ پائی - دوسرا جنگ مقدس حصہ دوم ۱۰ ر - تفسیر القرآن پارہ دوم عہ ر - تفسیر سورۃ بقرہ مکمل ۱۲ ر - مراۃ الجہاد - عہ ر - ضرورت امام ۱ ر - تحفہ احمدیہ ۱ ر

المشتہر منیجر اخبار الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

مضطر صاحب کا قصیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں

جناب منشی نعمت اللہ خاں صاحب مضطر بدایوانی احمدی کو اخبار بدر کا کوئی گذشتہ نمبر جماعت احمدیہ سے انٹروڈیوس کرا چکا ہے - اونہوں نے نہایت عجلت اور پریشانی کی حالت میں آجکل ایک نظم لکھی وہ میری نظر سے بھی گذری میرا جی چاہا کہ دوسرے احمدی بھائی بھی اس سے لطف اُٹھائیں جو لوگ فن سخن سے مذاق رکھتے ہیں دیکھیں کہ شاعری کے کمالات گل و بلبل اور وصل و ہجر ہی کی داستانوں تک محدود نہیں ہیں بلکہ کوئی شخص جو فن شعر میں کچھ دستگاہ رکھتا ہو ضرور اخلاقی و مذہبی مضامین لکھ سکتا ہے اور دینی خدمات بآسانی بجا لا سکتا ہے باقی مضطر صاحب کی قادر الکلامی - خوبی بیان - سلاست زبان کی تعریف کیضرورت نہیں ذیل کی نظم سب کچھ بتا دے گی -

ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را

ہم لوگوں کو جہاں کی یورشوں اور یہاں کے طوفان بے تمیزی نے اس قابل بھی نہیں رکھا - کہ اطمینان سے بیٹھکر کچھ لکھ ہی سکیں - مگر تا کجے ! انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی و کامرانی ہمارا حصہ ہے - سب بھائی ہمارے لئے دعا کریں خدا ہمارا مددگار رہو اور ہمکو احمدیت کا کامل نمونہ بنائے - آمین - مضطر کی وہ نظم یعنی قصیدہ ذیل میں درج ہے -

راقم
عبد العلیم خاں احمدی از نجیب آباد

قصیدہ

شرف حاصل ہے مجھکو اوس شہ والا سے بیعت کا
ملک افلاک پر پڑھتے ہیں خطبہ جس کی نصرت کا
وہ یکتائے زمانہ ہے زمانہ اس کا شاہد ہے
بشر آیا نہیں بعد نبی اس شان و شوکت کا
یہ وہ مہدی برحق ہے مثیل ابن مریم ہے
رسول اللہ سے مژدہ سُنا تھا جسکی بعثت کا
یہ وہ ہے رہبر کامل یہ وہ ہے ہادی مطلق
کہ اس سے راستہ ملتا ہے بھولوں کو ہدایت کا
جسے ہو جستجو حق کی اوسے مژدہ وہاں آئے
تماشا دیکھے آکے ظہور حق کی قدرت کا
عیاں ہیں خوبیاں اسلام کی اوس ذات اقدس سے
کوئی دن میں جہاں سے کوچ ہے اب شرک و بدعت کا
مٹاتا ہے دلوں سے کفر و ظلمت کی سیاہی کو
چکھاتا ہے مزا لوگوں کو ایمانی حلاوت کا
شریعت کا نبی پاک کی وہ ہی مجدد ہے
خدا نے سر پہ اُسکے تاج رکھا ہے امامت کا
نشاں تائید میں دکھلاتے ہیں ارض و سما کیا کیا
کلام پاک سے اثبات ہے اوسکی صداقت کا
اوسے بھیجا ہے خالق نے کہ تا مخلوق کو اوس کی
چلن سکھلائے وحدت کا طریقہ اوسکی طاعت کا
وہ طاعت میں خدا کی رات دن مصروف رہتا ہے
مجھے ہے ناز دم بھرتا ہوں میں اوسکی اطاعت کا
مگر حیران ہوں جہاں کی ایذا رسانی سے
کچھ حد سے بڑھ گیا ہے شور و شر انکی بغاوت کا

کوئی کافر سمجھتا ہے کوئی گمراہ کہتا ہے
سُنا ہے حال جب سے منکروں نے میری بیعت کا
سُنائیں گالیاں صدہا لگائیں تہمتیں کیا کیا
اُٹھا رکھا نہ کوئی بھی دقیقہ میری ذلت کا
بُرا کہنے میں مفسد رات دن مصروف رہتے ہیں
اُنھیں ہاتھ آگیا ہے مشغلہ میری مذمت کا
مجھے دیں گالیاں مجھکو کہیں تحقیر کے کلمے
مجھے منظور جو ہو مقتضا اون کی شرافت کا
مگر کمبخت کیوں یہ حضرت اقدس کو کہتے ہیں
نہیں پہچانتے کیوں مرتبہ اون کی فضیلت کا
بیہودگیت میں حد سے بڑھ گئے ہیں - ایک دن آخر
خدا کے سامنے پھل پائینگے اپنی شرارت کا
خدا کے نیک بندوں کو بُرا کہتے ہیں یہ ظالم
نہ انکو خوف محشر کا نہ ہے خطرہ قیامت کا
جسے بھیجا گیا انپر انہوں نے اوسکو جھٹلایا
ہمیشہ سے یہی ہے خاصہ انکی طبیعت کا
بروزِ احمدِ مرسل ہے گویا خود ہی احمد ہے
مثیل مصطفےٰ کو ہے لقب زیبا نبوت کا
اگر احمد کو جھٹلایا تو جھٹلایا محمد کو
جو ہے منکر امامت کا وہ ہے منکر رسالت کا
سمجھتے کیا ہیں موذی یا در کہیں بچ نہیں سکتے
جواب ان سے خدا لے گا ضرور ان کی حماقت کا
مجھے رہ رہ کے انکے حال پر افسوس آتا ہے
بھریں دم مولویّت کا عقیدہ رکھیں بدعت کا
مزا اک ایک کو اس بدزبانی کا چکھا دیتا
اگر ہوتا نہ مجھکو پاس حضرت کی نصیحت کا
وگرنہ یہ مخالف چیز کیا ان کی حقیقت کیا
ابھی شیرازہ انکی توڑ دیتا مولویت کا
جسے سردار لشکر دین کا حق نے بنایا ہے
میں اک مرد بہادر فرد ہوں اوسکی جماعت کا
مری ہمت کے آگے زال و رستم چیز ہی کیا ہیں
فزوں تر مرتبہ ان سے کہیں ہے میری طاقت کا
ٹھہر جائے مرے آگے کہاں یہ تاب دشمن کو
نمونہ کوئی اونے سا جو دیکھے میری جرأت کا
مری دہشت سے تھر تھر کانپتے ہیں مدعی میرے
یہ اونپر رعب چھایا ہے مری تیغ شجاعت کا
ہے دیکھا بدر میں چیلنج سب نے بھائی اکبر کا
نہ آیا جوش میں کیوں مادہ کچھ انکی غیرت کا
جھجکتے کیوں ہیں منکر مرد بنکر سامنے آئیں
اگر کچھ حوصلہ رکھتے ہوں دل میں قابلیت کا
کسی کو بیٹھ پیچھے یوں بُرا کہنا جہالت ہے
نہیں شیوہ شرافت کا طریقہ ہے رزالت کا
خدایا تجھکو روشن ہے جو کچھ مجھپر گذرتی ہے
سُناؤں حال کیا جہاں کے بغض و عداوت کا
خدایا تو نگہباں ہے خدایا تو محافظ ہے
خدایا آسرا ہے ہمکو بس تیری حمایت کا
خدایا باز یہ آتے نہیں بیہودہ گوئی سے
لحاظ انکو شرافت کا نہ انکو پاس عزت کا
خداوندا کہاں تک سختیاں جھیلوں مصائب کی
دکھا دے منتظر ہوں فیصلہ اپنی عدالت کا
امام پاک کے در پر تو اب مضطر کو پہنچا دے
خداوندا بہت مشتاق ہوں اسکی زیارت کا

سوال کیا ابن مریم مراد مثیل ابن مریم ہے اور یہ کس طرح -

جواب ہاں ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم ہی ہے اسطرح کہ احادیث میں جیسے ابن مریم کی نسبت پیشگوئی کی ہے ایسے ہی مہدی کی نسبت بھی - اور جیسا ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام ہے ایسا ہی مہدی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کا اب مہدی کی آمد کی نسبت تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ مہدی سے مراد مثیل مہدی ہے نہ اصل مہدی جو بروز محمد اور مظہر احمد ہونے کیوجہ سے مہدی ہو گا اب تعجب ہے کہ مہدی سے تو خود بخود مثیل مہدی سمجھ لیا ہے مگر ابن مریم سے مراد مثیل ابن مریم کا مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا ہے -

اگر در خانہ کس است ہمیں نکتہ بس است

غلام رسول احمدی راجیکے ضلع گوجرانوالہ

پیسہ اخبار کی اخبار نویسی کا معراج

پیسہ اخبار جھوٹی اور نمائشی شیخی میں بہت بڑھا ہوا ہے - اور اپنے ایڈیٹوریل سٹاف کی تعریفیں کرتے ہوئے اسے سانس چڑھ آیا کرتا ہے کئی مرتبہ اسکے ایڈیٹوریل سٹاف کی قابل شرم غلطیوں کو ظاہر کیا ہے - آج ایک اور مکروہ غلطی دکھاتا ہوں جس سے یہ بھی معلوم ہو جاویگا کہ پیسہ اخبار کے دفتر میں خبریں کس محنت اور قابلیت سے لکھی جاتی ہیں - ۱۶ - جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کے نمبر کے دوسرے کالم کی آخری خبر یہ ہے -

"مرزا صاحب قادیانی کے دونو لڑکے بشیر الدین محمود احمد آجکل لاہور آئے ہوئے ہیں مرزا صاحب کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا جسکی وجہ سے وہ علیل اور زیر علاج ہے مرزا جی کے دونو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں بڑا لڑکا باوجود یکہ صاحب اولاد ہے مگر معلوم ہوا ہے کہ مڈل بھی نہیں ہو چکا ہے اگر مرزا جی کے بعد یہی لڑکے ان کے گدی کے وارث بنے تو خوب مذہب چلائیں گے "

ناظرین ذرا منشی محبوب عالم صاحب کی وسعت معلومات اور قابلیت کی بھی داد دے لیں - وہ لاہور میں موجود ہیں انکے دفتر میں حضرت اقدس کا ایک خادم موجود ہے - پاس خواجہ صاحب کا دفتر ہے - حکیم اور بزرگ دفتر میں جاتے ہیں لیکن وہ ایک معمولی واقعہ کو صحت سے نہیں لکھ سکتے - اور پھر ولایت کے اخباروں پر جو ہندوستان یا انڈیا کے متعلق غلطی کریں ہنسی اڑایا کرتے ہیں - حالانکہ خاص لاہور کا واقعہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خبر خود ایڈیٹر پیسہ اخبار کے گھر میں تراشی گئی ہے اور پیسہ اخبار آئندہ ریوٹر کی سی ایجنسی بھی قایم کر لے -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بہو کے ہاں ہسپتال میں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا - بچہ قادیان میں پیدا ہوا تھا - اور بشیر الدین محمود احمد حضرت کے بڑے صاحبزادے کا پورا نام ہے - جسکو پیسہ اخبار اپنی معمولی قابلیت سے دو نام جداگانہ سمجھتا ہے - اور پھر لطف یہ کہ یہ ظاہر کر کے کہ " دونو لڑکے خوب چست و چالاک ہیں " بتاتا ہے کہ اسنے گویا دونو کو دیکھا بھی ہے جو اور بھی جھوٹ ہے -

میں نہیں سمجھتا کہ ایسی جھوٹی خبریں تراشنے سے مسٹر محبوب عالم کو فایدہ کیا ہے ؟ آخر میں جو ریمارک صاحبزادہ صاحب کی قابلیت پر دیا ہے وہ اور بھی بیہودہ ہے - اگر ملک و قوم کی اصلاح کے لئے مڈل پاس کی شرط ہے تو ہمارا ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک انبیاء و رسل کا سلسلہ محض ناقابل اور غیر مطمئن ہو گا - کیونکہ انہوں نے پیسہ اخبار کی مجوزہ یونیورسٹی کا سارٹیفکیٹ حاصل نہیں کیا تھا - اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے مڈل پاس کیا ہوا ہے تو بہت خوب میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں - مگر وہ اپنی اولاد کی فکر کریں کیونکہ انکے قایم کردہ کارخانہ کے لئے شاید بہت بڑی قابلیت کی حاجت ہے +

صاحبزادہ صاحب یا حضرت اقدس کا کوئی اور بچہ جو موعود ہو گا اسکے لئے خدا تعالےٰ نے مڈل پاس کی شرط نہیں رکھی اور نہ دینی سلسلہ میں یہ ڈگریاں ہوتی ہیں - وہاں تو ایمان اور اعمال صالحہ اور معرفت حقہ کی حاجت ہے وہ خدا کے فضل سے صاحبزادہ صاحب کو پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے اتنی بڑھ کر ہے کہ وہ اسکو پڑھا سکتے ہیں ورنہ تجربہ کر کے دیکھ لو - خدا تعالےٰ کی ہستی مسئلہ نبوت تقدیر - دوزخ بہشت پر پیسہ اخبار کا ایڈیٹر بھی مضمون لکھے اور صاحبزادہ صاحب بھی لکھیں پبلک اندازہ کرے گی ؟ اور اگر مڈل یا انٹرینس ہی کا مقابلہ ہے تو میں مان لیتا ہوں کہ وہ تو مسٹر محبوب عالم جتنا بھی نہیں پڑھے - اور نہ اسکی انہیں ضرورت - بہرحال آیندہ مسٹر محبوب عالم ایسے بیہودہ نوٹ لکھ کر اپنے اخبار کی وقعت کم نہ کیا کریں گے ؟

ہشیار باش

کلمات طیبات حضرت امام الزمان علیہ السلام الرحمان

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

ان لوگوں کی زندگی سفلی ہوتی ہے یہہ دنیا اور اسکی گندگیوں کو چھوڑ کر الگ نہیں ہوتے انکے اعمال میں زندگی کی روح نہیں ہوتی۔ لیکن جب انسان اس سفلی زندگی سے نکل آتا ہے تو اس کے اعمال میں اخلاص ہوتا ہے وہ ہر قسم کی ناپاکیوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے وہ قوت اور طاقت ملتی ہے کہ وہ شے اور امانت اللہ جسکو اٹھانا مشکل ہے وہ اُٹھا لیتا ہے جسکی اطلاع فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ وہ بھی یہی نماز روزہ کرتے ہیں اور دنیا بھی یہی کرتی ہے مگر انکی نماز اور دنیاداروں کی نماز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ بڑے مخلص اور شان کے لائق تھے۔ کیا ان کے عہد میں لوگ نماز روزہ نکرتے تھے؟ پھر ان کو سب پر سبقت اور فضیلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ دوسروں میں وہ بات نہ تھی جو انمیں تھی یہہ ایک روح ہوتی ہے جب پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ اپنے برگزیدوں میں شامل کر لیتا ہے لیکن وہ ملعونی زندگی خدا کو منظور نہیں جو نماز روزہ کی حالت اور صورت میں ریاکاری اور تصنع سے آدمی بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگوں میں زبان کی چالاکیاں اور منطق بڑھ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو لاف گزاف پسند نہیں وہ ناراض ہو جاتا ہے اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ و صدقات کسی وقعت اور قدر کے لائق نہیں جن میں اخلاص نہو بلکہ وہ لعنت ہیں یہہ اسی وقت بابرکت ہوتے ہیں جب دل اور زبان میں پوری صلح ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ کو کوئی دہوکا نہیں دے سکتا۔ وہ دل کے نہاں در نہاں اسرار سے واقف ہے۔ انسان جو محدود العلم ہے اور جس کی نظر وسیع نہیں ہے دہوکا کہا سکتا ہے۔ ہمارے دوست سیٹھ عبد الرحمان صاحب جو بڑے مخلص اور نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ ایک ہیرے کے متعلق دہوکہ کہایا سیٹھہ صاحب یہاں قادیان ہی میں میرے پاس موجود تھے ایک شخص کابل کی طرف کا رہنے والا چند ٹکڑے پتھر کے یہاں لایا اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں۔ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے سیٹھہ صاحب کو وہ پسند آگئے اور وہ ان کی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو طیار ہو گئے اور پچیس روپیہ یا کچھہ کم و بیش ان کو دے بھی دئے۔ پھر اتفاقاً مجھہ سے مشورہ کیا کہ مینے یہ سودا کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے میں اگرچہ ان ہیروں کی شناخت اور اصلیت سے ناواقف تہا۔ لیکن روحانی ہیرے جو دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنے پاک حالت کے اہل اللہ جن کے نام پر کئی جہوٹے پتھر یعنی مزور لوگ اپنی چمک دمک دکہا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اس جوہر شناسی میں مجھے دخل تہا اسلئے مینے اس ہنر کو اجگہ برتا اور سیٹھہ صاحب کو کہا کہ جو کچھہ آپ نے دیا ہے وہ تو واپس لینا مشکل ہے لیکن میری رائے یہہ ہے کہ پانسو روپیہ دینے سے پہلے کسی اچھے اور قابل جوہری کو یہہ پتھر دکہلا لینے چاہئیں۔ اگر درحقیقت ہیرے ہوئے تو روپیہ دیدینا چنانچہ وہ پتھر مدراس میں ایک جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بہیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ ان کی کیا قیمت ہے وہاں سے جواب آیا کہ یہ نرے پتھر ہیں ہیرے نہیں ہیں اور اس طرح پر اس دہوکہ سے سیٹھہ صاحب بچ گئے۔

غرض

بات یہہ ہے کہ جس طرح دنیوی امور میں دہوکے لگ جاتے ہیں اسی طرح پر ان گدی نشینوں اور علماء کے دہوکے ہیں جو اس سلسلہ کی مخالفت میں مختلف قسم کی روکیں پیدا کرتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو سادہ دل ہوتے ہیں اور ان کو پوری واقفیت اس سلسلہ کی نہیں ہوتی انکو دہوکہ لگ جاتا ہے اور وہ ناراستی کے دوست ہو جاتے ہیں۔ یہہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے تو انسان روحانی طور پر جوہر شناس ہو جائیں۔ بہت ہی کم لوگ ہوتے ہیں جو اس جوہر کو شناخت کرتے ہیں۔

بہرحال

میرا مقصد اس سے یہہ ہے کہ برائیوں سے بچنا کوئی کمال نہیں ہماری جماعت کو چاہئے کہ اسی پر بس نکرے نہیں بلکہ انہیں دونو کمال حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے جسکے لئے مجاہدہ اور دعا سے کام لیں یعنے بدیوں سے بچیں اور نیکیاں کریں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ خدا کو سادہ نہ سمجہے کہ وہ مکر و فریب میں آجائے گا۔ جو شخص سفلہ طبع ہو کر خدا تعالےٰ کو دہوکہ دینا چاہتا ہے اور نیکی اور راستبازی کی چادر کے نیچے فریب کرتا ہے وہ یاد رکہے کہ خدا تعالےٰ اسے اور بھی رسوا کرے گا۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً

ایسے ہی لوگوں کے لئے فرمایا ہے نفاق اور ریاکاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے یہہ چھپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے اور یہہ سخت ذلیل کرتی ہے۔

خدا تعالےٰ کسی چیز کو چھپاتا نہیں نہ نیکی کو نہ بدی کو۔ سچے نکوکار اپنی نیکیوں کو چھپاتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ انہیں ظاہر کر دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب حکم ہوا کہ تو پیغمبر ہو کر فرعون کے پاس جا تو انہوں نے عذر ہی کیا اس میں سر یہہ تہا کہ جو لوگ خدا کے لئے پورا اخلاص رکہتے ہیں وہ نمود اور ریا سے بالکل پاک ہوتے ہیں سچے اخلاص کی یہی نشانی ہے کہ کبھی خیال نہ آوے کہ دنیا میں کیا کہتی ہے۔ جو شخص اپنے دل میں اس امر کا ذرا بھی شائبہ رکہتا ہے وہ بھی خرک کرتا ہے۔ سچا مخلص اس امر کی پرواہی نہیں کرتا کہ دنیا اسے نیک کہتی ہے یا بد۔

مینے تذکرۃ الاولیاء میں دیکہا ہے کہ ایک نیک آدمی جب چُھپ کر مناجات کرتا ہے تو اسکی عجیب حالت ہوتی ہے وہ اپنے ان تعلقات کو جو خدا تعالےٰ سے رکہتا ہے کبھی ظاہر کرنا نہیں چاہتا۔ اگر اس مناجات کے وقت اتفاق سے کوئی آدمی آجاوے تو وہ ایسا شرمندہ ہوتا ہے جیسے کوئی زناکار عین حالت زنا میں پکڑا جاوے۔ یہہ بالکل سچی بات ہے کہ ہر نیک آدمی جسکے دل میں اخلاص بھرا ہوا ہو وہ طبعاً اپنے آپ کو پردہ میں رکہنا چاہتا ہے ایسا کہ کوئی پاکدامن عورت بھی ایسا نہیں رکہتی یہہ امر ان کی فطرت ہی میں ہوتا ہے۔

یہہ مت سمجہو کہ انبیاء و رسل اپنے مبعوث ہونے کے لئے درخواست کرتے ہیں ہرگز نہیں وہ تو ایسی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں کہ بالکل گمنام رہیں اور کوئی ان کو نہ جانے مگر خدا تعالےٰ زور سے انکو انکے حجروں سے باہر نکالتا ہے۔ ہر ایک نبی کی زندگی ایسی ہی تہی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے پوشیدہ رہنا چاہتے تھے یہی وجہ تہی جو وہ غار حرا میں چھپکر رہتے اور عبادت کرتے رہتے + انکو کبھی وہم بھی نہ آتا تہا۔ کہ وہ وہاں سے نکل کر کہیں

یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

آپ کا منشاء یہی تہا کہ پوشیدہ زندگی بسر کریں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے یہ نہ چاہا اور آپ کو مبعوث فرما کر باہر نکالا۔ اور یہ عادت اللہ ہے کہ جو کچھہ بننے کی آرزو کرتے ہیں وہ محروم رہتے ہیں اور جو چھپنا چاہتے ہیں انکو باہر نکالتا اور سب کچھہ بنا دیتا ہے۔

پس

یقیناً سمجہو کہ میں بھی تنہائی کی زندگی کو پسند کرتا ہوں وہ زمانہ جو مجھہ پر گذرا ہے اسکا خیال کر کے مجھے اب بھی لذت آتی ہے میں طبعاً خلوت پسند تہا۔ مگر خدا تعالےٰ نے مجھے باہر نکالا۔ پھر اس حکم کو میں کیونکر رد کر سکتا تہا؟ میں اس نمود اور نمایش کا ہمیشہ دشمن رہا لیکن کیا کروں۔ جب اللہ تعالےٰ نے یہی پسند کیا تو میں اس میں راضی ہوں۔ اور اسکے حکم سے منحرف ہونا کبھی پسند نہیں کر سکتا اسپر دنیا کے جو جی میں آئے کہے میں اسکی پرواہ نہیں کرتا۔

یہہ خوب سمجہ رکھو کہ سچے موحد وہی ہیں جو وہ ہر نیکی ظاہر نہیں کرتے اور نہ سچائی کے قبول کرنے میں دنیا سے ڈرتے ہیں اگر دنیا ان کے کسی فعل سے بدکتی ہے تو انہیں پرواہ نہیں ہوتی بعض کہتے ہیں کہ صحابہ جسقدر مجاہدہ کرتے تھے یا روزہ رکہتے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایسا ثابت نہیں صحابہ میں سے بعض بعض قریب قریب رہبانیت کی زندگی تک پہنچ جاتے۔ اس کو یہ تمیز نہیں نکلتا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے (معاذ اللہ) بڑھے ہوئے تھے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالےٰ نے جبراً اور اکراہ کو باہر نکالا تہا۔ آپ کی وہ عادت جو اخفا کی تہی دور نہ ہوئی تہی کسی کو کیا معلوم ہو کہ آپ پوشیدہ طور پر کس قدر مجاہدات اور عبادات میں مصروف رہتے تھے ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میرے گہر میں باری تہی رات کو جب میری آنکہ کہلی تو مینے دیکہا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں میں بہت حیران ہوئی اور آپ کو تلاش کیا جب کہیں پتہ نہ لگا تو آپ کو ایک قبرستان میں پایا کہ نہایت الحاح کیساتھ مناجات کر رہے تہے کہ اے میرے خدا میری روح میری جان میری ہڈیوں میرے بال بال نے تجہے سجدہ کیا۔

اب اگر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس معاملہ کی خبر نہ ہوتی تو کسکو معلوم ہوتا کہ آپ اپنے رب کے ساتھہ کیا معاملہ کر رہے ہیں۔ اسی طرح آپکے مجاہدات اور عبادات کا حال تہا۔ چونکہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کی عادت میں رکہدیتا ہے کہ وہ اخفا کرتے ہیں اسلئے دنیا کو پورے حالات کی خبر ہی نہیں ہوتی وہ دنیا کے لئے تو کچھہ کرتے ہی نہیں جس سے معاملہ اور تعلق ہوتا ہے وہ ہر جگہ جانتا ہے۔ اور دیکہتا ہے۔ پس مومنوں کو بھی دو ہی قسم کی زندگی بسر کرنے کا حکم ہے سِرًّا وَّ علانیۃً بعض نیکیاں ایسی ہیں کہ وہ علانیہ کیجاویں اور اس سے غرض یہ ہے کہ ان کی وجہ سے دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی کریں۔ جماعت نماز علانیہ ہی ہے اور اس سے غرض یہی ہے کہ تا دوسروں کو بھی تحریک ہو اور وہ بھی پڑہیں۔ اور سِرًّا اسلئے کہ یہ مخلصین کی نشانی ہے جیسے تہجد کی نماز ہے۔ یہاں تک بھی سِرًّا نیکی کرنے والے ہوتے ہیں کہ ایک ہاتھہ سے خیرات کرے۔ اور دوسرے کو علم نہ ہو۔ اس سے بڑھ کر اخلاص مند ملنا مشکل ہے۔ انسان میں یہ بھی ایک مرض ہے کہ وہ جو کچھہ خرچ کرتا ہے وہ چاہتا ہے کہ لوگ بھی اسے سمجہیں مگر میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ میری جماعت میں ایسے بھی لوگ ہیں جو بہت کچھہ خرچ کرتے ہیں۔ مگر اپنا نام تک ظاہر نہیں کرتے بعض آدمیوں نے مجہے کئی مرتبہ پارسل بہیجا ہے اور جب اسے کہولا ہے تو اندر سے سونے کا ٹکڑا نکلا ہے یا کوئی انگشتری نکلی ہے اور بہیجنے والے کا کوئی پتہ ہی نہیں۔ کسی انسان کے اندر اس مرتبہ اور مقام کا پیدا ہونا چہوٹی سی بات نہیں اور نہ ہر شخص کو یہہ مقام میسر آتا ہے یہ حالت اسوقت پیدا ہوگی ہے جب انسان کامل طور پر اللہ تعالےٰ کے وجود اور اس کے صفات پر ایمان لاتا ہے اور اسکے ساتھہ اسے ایک صافی تعلق پیدا ہوتا ہے دنیا اور اسکی چیزیں اسکی نظر میں فنا ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی تعریف یا مذمت کا اسے کوئی خیال ہی پیدا نہیں ہوتا اس مقام پر جب انسان پہونچتا ہے تو وہ خفا کو زیادہ پسند کرتا ہے اور تنہائی اور تخلیہ کو عزیز رکہتا ہے +

باقی آیندہ

رسول کریم ؐ کے مجاہدات و عبادات

اخلاقی وعظ

اسلام میں یہ خصوصیت ہے کہ اوس کے وعظ کرایہ کے نہیں ہوتے ہر شخص جو اسلام کی نسبت کچھ جانتا ہے بیان کرسکتا ہے یا یوں کہیئے کہ مسلمان اپنی اپنی معلومات اسلامی کے موافق واعظ ہے۔ لوگ علماء کا فرقہ ایک جداگانہ فرقہ قرار دیں رسوم کے نزدیک جو شخص مذہب کی بابت کچھ جانتا ہے وہ ہی اپنی معلومات کی موافق ایک عالم ہے۔

... اور تعصب ہی مذہبی واعظوں میں پیدا نہیں ہوا بلکہ **واعظوں کی وعظ بھی ایک** خاص طریق کے ہونیکی وجہ سے بے اثر اور بے نتیجہ ہوتی ہے۔ یس یا تو یہ کہا جائے کہ اسلامی وعظوں یا اسلامی کلام میں کوئی اثر نہیں اور یا یہ کہ اسلامی واعظوں کی زبان میں کیوں اثر باقی نہیں رہا۔

اسلام میں دو قسم کے وعظ ہیں۔

متعلق بہ عبادت

متعلق بہ اخلاق اور حقوق عباد۔

زمانہ موجودہ میں ہمارے واعظوں کا اکثر حصہ پہلی شق کے متعلق ہی رہتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ میرا منشاء نہیں کہ پہلا حصہ لاحاصل اور غیر ضروری ہے۔ جو شخص ایسا خیال رکھتا ہے وہ اسلام سے ہی خارج ہے میرا مدعا یہ ہے کہ پہلے حصہ کے متعلق واعظوں کی اسقدر رشتق ہوگئی ہے کہ دوسرا حصہ[1] بالکل نظر انداز ہوتا جاتا ہے۔ عبادت یا فرائض عبادت اور دوزخ و بہشت کی نسبت ہر ایک وعظ میں کثیر حصہ ہوتا ہے وہ مسائل جو لوگوں یا مسلمانوں کو مدتوں سے ازبر ہو چکے ہیں پھر وعظ میں اونہیں کا بالخصوص ذکر اور اعادہ ہوتا ہے نماز روزہ زیور اسلام اور زینت ایمان ہے جو شخص ان سے انکاری ہو یا جو فرد مسلمان ان سے کافرانہ اعراض کرے وہ ننگ اسلام ہے۔ لیکن ہر وعظ میں صرف انہیں کے بیان پر وعظ کا ختم کر دینا دوسرے ضروری مسائل کا خون کرنا ہے

نماز اور روزہ کا یہ مدعا نہیں ہے کہ اون کے ہوتے دوسرے عیبوں یا دوسرے نقص ثواب ہو جاتے ہیں یا اون پر غور کرنے کی کوئی ضرورت نہیں باقی رہتی بلکہ نماز اور روزہ تو ایسی عبادت ہیں جو مانع فواحش اور منکرات ہیں اون کی غرض ہی یہ ہے کہ لوگ فواحش اور عیوب سے بالخصوص بچیں جب عبادت کا وعظ کیا جاتا ہے تو اوس کا یہ کبھی بھی منشاء نہیں ہوتا کہ عبادت کے سوا جو اور محاسن ہیں اون سے منہ پھیر لیا جاوے۔ ایک واعظ کا مجلس وغیرہ میں یہ کہنا کہ خدا حاضر و ناظر اور سمیع و بصیر ہے وہ ذرہ بھر نیکی ضائع نہیں جانے دیتا اور ہر بدن کا وزن کرتا ہے یہ ثابت کرتا ہے کہ خدا کریم معاد کے سوائے امور معاشیہ کا بھی نگران اور محاسب ہے جو ذرہ اور بہت ذرہ بھر نیکی اور ذرہ بھر بدی کا اجر دیتا اور حساب لیتا ہے اوسکی نسبت یہ قیاس کر لینا کہ سوائے امور معاش کے اُسے کوئی سروکار نہیں ایک بزدلانہ خیال ہے۔

خدائی مذہب میں عبادتی ضرورتیں معاشی یا اخلاقی ضرورتوں کے بعد رکھی گئی ہیں بزرگان مذاہب اور ارکان ملت نے اس پر روشنی ڈالی ہے کہ **حقوق عباد کا سوال حقوق الٰہی سے پہلے** ہوگا حقوق عباد میں اخلاق کے سب مسائل اور سب ضرورتیں داخل ہیں یا یوں کہو کہ حقوق عباد کے الفاظ اور تکمیل کا نام ہی اخلاق ہے۔ عباد کی رضامندی دراصل خدا کی رضامندی ہے۔

من لا یشکر الناس ثم لا یشکر اللہ

جب تک ہم حقوق عباد کی حفاظت نہیں کرتے تب تک حقوق اللہ کی تکمیل کیسے پوری ہو سکتی ہے جو شخص خدا کے بندوں سے جدائی کرتا اور اون کا خون چوستا ہے۔ وہ خدا سے کیا درست حساب رکھے گا۔

بمصداق ؎

تو کارے زمیں را نکو ساختی
کہ با آسماں ہم بہ پرداختی

چونکہ مسلمان واعظوں کے وعظ عموماً ایک ہی حصہ یوسف و زلیخا کے مضمون سے بھرپور ہیں اسواسطے مسلمان امت کی اخلاقی حالت دن بدن گرتی جاتی ہے اور ان میں سے وہ اخلاقی جرأت وہ اخلاقی عمدگی مٹتی جاتی ہے جس سے ایک گروہ انسانی عزت کے ساتھ دنیا کے صفحہ پر موجود یا قایم رہ سکتا ہے مدتیں گذر گئی ہیں کہ اون کے کانوں میں احاطہ مسجدوں کے اندر یہ آواز نہیں پڑی

مگر باہمی ہمدردی" "باہمی اخوت"
"باہمی خلوص" "باہمی مروت"
"باہمی شفقت" "باہمی اتفاق"
"باہمی سخاوجود"

کہ اخلاق بھی کوئی طاقت یا کوئی قضیہ ہے۔ جس مسجد میں جاؤ اور جس وعظ گھر میں دیکھو ہاروت ماروت اور یوسف و زلیخا کے قصے سنا سنا لوگوں کو رلایا جاتا ہے یا بڑے بڑے بہشتی دوزخی نقشے بنا بنا لوگوں کو امید اور خوف دلایا جاتا ہے بیشک ایسے مواعظ اور ایسے قصص سے سامعین کے دلوں پر ایک اثر اور ایک خوف ہوتا ہے اور اونہیں رقت آتی ہے لیکن یہ سب ولولہ مسجد کے اندر ہی رہ جاتا ہے کیونکہ باہر کی دنیا میں اسکا کوئی ثمر نہیں دکھایا جاتا لوگ نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں لیکن جب سچ بولنا ہوتا ہے تو بزدلی کر رہ جاتے ہیں ہمدردی باہمی کی بجائے دشمنی اور خدا لگتی عداوت کرتے ہیں مروت کے بدلے میں عناد برتتے ہیں۔ اتفاق کے بجائے تخم فساد بوتے ہیں۔ الفت اور محبت کے بجائے بغض اور حسد رکھتے ہیں غیرت اور حمیت کی جگہ اون سے بے شرمی کے افعال سرزد ہوتے ہیں ہم بوجہ اس کے کہ اپنے گروہ کے علماء پر بہت کچھ بھروسہ رکھتے اور اون کی تعظیم تکریم کرتے ہیں یہ کہنے کو تیار ہیں کہ علماء وقت کی بے توجہی کی وجہ سے مسلمانوں کی اخلاقی حالت دن بدن خراب ہوتی جاتی ہے ہوتی ہی نہیں جاتی بلکہ اوس کا بہت سا حصہ خراب ہو بھی چکا ہے۔ جیلخانوں عدالتوں۔ وکیلوں کی کمروں۔ قرض گاہوں میں جا کر بہ نظر عبرت دیکھو کہ ہندوستان کی قوموں میں سے شومی طالع سے کس قوم کے افراد بکثرت گرفتار بلا و آفت ہیں کس قوم میں نام کو بھی غیرت نہیں رہی کس کی حمیت دھوئیں کی طرح اڑ گئی ہے کس قوم کے افراد نکبت اور ذلت میں مبتلا ہیں کس قوم کی جگ میں ہر جا رسوائی ہو رہی ہے کس قوم کا ہر ایک کام معرض خرابی اور گرداب ادبار میں گر رہا ہے کس میں افلاس اور تنگدستی کی گرم بازاری ہے اور کس کی املاک اور جائدادیں خطرے میں پڑ کر برباد ہو رہی اور ہو چکی ہیں کس قوم کی عورتوں سے بازار بھرے پڑے ہیں کن میں شہوانی خواہشات اور فواحش کا آئے دن زور ہے کس میں باوجود مذہبی ممانعت اور تحریم کے بھی شب و روز بوتلیں بیر و برانڈی کی لنڈھائی جاتی ہیں کس میں بے فکر بیکاروں کی اور ننگ دھڑنگ مسٹنڈوں اور مشٹنڈے یا فقیروں اور گداگروں کی کثرت ہے کس قوم کے گداگر اور فقیر بے شرم و بے حیا ہیں کہ غیر قوم کے آگے جھکتے اور غیر قوم کی دوکانوں میں شب و روز جا جا اللہ و رسول کا نام لے لے کوڑی کوڑی مانگتے ہیں۔ کس قوم کے لوگ اون گھروں سے آٹے کی چٹکی پر دن کھڑے ہو کر لاتے ہیں جو مسلمانوں کے اللہ و رسول کو (نعوذ باللہ) اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے کس قوم کے بھوکے قلاش اون افراد ہمسایہ کے جھوٹ کھانے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور تم غذا

---

[1] دیگر مذاہب میں بھی اس قسم کے فواحش ہوں گے اور ہیں لیکن ہماری قوم میں جس جرأت سے یہ نقص یا خرابی پائی جاتی ہے وہ قابل رحم ہے ۸۰ و ۹۰ کا اکثر حصہ ۳ ۴ کے اکثر مقدمات ہمارے ہی گروہ سے وابستہ ہیں اور ان مقدمات غیرت کیش میں مدتوں لڑے جانا عموماً ہمارا ہی حصہ ہوتا ہے۔ غفلت نکرو نظر عبرت سے یہ تماشا دیکھو اور پھر کہو کہ میں جھوٹ کہہ رہا ہوں۔ ۔م

[2] یہ ایک دلچسپ بحث ہے کہ مذہب اور اخلاق میں کیا سبب اور کیا کچھ واسطہ ہے بہت لوگ ایسے بھی ہوں گے جو مذہب اور اخلاق میں کوئی نسبت نہیں سمجھتے یا ان دونوں کو جداگانہ قرار دیتے ہوں گے اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان میں ایک نسبت سمجھتے ہیں مذہب اور اخلاق میں صرف ایک نسبت ہی نہیں بلکہ اخلاق مذہب کا ایک دوسرا حصہ یا یہ کہ دوسرا نام ہے اگر عبادتی تعلیم نکال دی جاوے تو باقی ساری تعلیم یا سارا مجموعہ اخلاق کا ہی رہ جاتا ہے اور اگر بامعان نظر دیکھا جاوے تو مجموعہ اخلاق عبادتی حصوں کو اپنے دائرہ میں سے کب جدا کرتا ہے جس مذہب میں حسن اخلاق کی لازمی طور پر تعلیم نہیں وہ مذہب ہی کیا ہے کون خدا کا اعتقاد نہیں رکھتا اور کس مذہب میں خدا کے وجود کی تعلیم نہیں جانور بھی ستایش اور عبادت کرتے ہیں حیوان بھی طبعی طور پر اوسکے پابند ہیں تعلیم اخلاق کیوجہ سے ہی انسانی عقاید کی قدر و منزلت کیجاتی ہے مذہب صرف یہی نہیں سکھاتا کہ خدا اور خدا کی ذات بھی کوئی ہے بلکہ یہ بھی اوس ذات صمدی کے ماننے کے ساتھ بندگان صمدی سے اس طور اور یوں برتنا لازمی ہے اور انسان کی خلقت کی علت غائی ان مراتب خاصہ سے پوری ہوتی ہے مذہب کہتا ہے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر جھوٹ نہ بولو۔ دوسرے کی غیبت نکرو دوسرے سے حسد نہ رکھو دوسرے کا مال نہ کھاؤ جو شخص ان منہیات سے پرہیز نہیں کرتا اوسکی کون کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب کا پابند یا مذہب کا حامی ہے فرض کرو ایک فرد بشر خدا تو مانتا ہے لیکن جھوٹ بولتا اور ظلم کرتا ہے بھلا اسے کون مذہبی پابند کہے گا یوں عرفاً کہہ لو تو یہ دوسری بات ہے حقیقتاً تو ایسا شخص خدا کا کیا خدا کی ہر ایک تعلیم سے انکار اور اعتراض کرتا ہے اوس میں وہ بات ہی نہیں جو ایک مذہبی آدمی میں ہونی چاہیئے جو شخص اخلاق کا پابند اور عامل ہے وہ گو خدا کو نہیں مانتا ہو مگر دنیا کے کاموں میں ایک بڑے مقدس مذہبی حصہ کا عامل اور پابند ہے وہ حقوق عباد میں قاصر نہیں گو خدائی حصہ میں قاصر اور غاصب ہو اور پھر بیشک اللہ کریم کا غضب ہوگا کہ وہ اوسکی ذات صمدی سے بشومی طالع منکر ہے اور بیشک وہ اس عقیدہ کیوجہ سے قابل لعنت ہے لیکن دنیا اور خدا کے مقابلہ میں اوس کا جو دستور اور جو رویہ رہا ہے وہ حسنات کی کیا زندہ دلیل ہے کہ وہ قانون الٰہی کے دوسرے حصہ سے قاصر نہیں رہا ہے اوس نے اوس جزو کو بوجہ احسن پورا کیا ہے جو معاش سے تعلق رکھتا ہے کیا اوس کا یہ طریق عمل گو سرخروئی اور معافی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ اور کیا وہ خداوند کی درگاہ میں نیکنامی پا نہیں سکتا۔ اے رب العالمین میں اپنے قصور فہم سے تیری ذات سے منکر رہا مجھے بخش اسوجہ سے کہ میں نے تیرے دوسرے حصہ احکام

اور جہلاں پرشاد ہمارے سایہ سے بھی بھرشٹ اور ناقابل کہا میکے ہوجاتا ہے ہم اُنکے منھ کا نوالہ بھی نہیں چھوڑتے اور وہ غیرت مند ہمارا سایہ بھی پڑ جائے تو موتیوں کا کھانا ہی نہیں کہاتے۔ [1]

غیروں میں سے کوئی بھی ہماری شہادت اور گواہی بھی دینا حتی الامکان پسند نہیں کرتا لیکن ہم ہیں کہ قرآن اُٹھا اُٹھا کلمہ رٹ رٹ رات دن عدالتوں میں جاجا ہم رہر پر گواہیاں دے رہے ہیں ہماری ایسی حالت کیوں ہوگئی ہے ہم ایسے کمزور اور ایسے بے غیرت کیوں ہوگئے ہیں۔ صرف اس واسطے کہ

---

[1] یہ بات تذکرۃً آگئی ہے اس سے دوسرے فریق کی دل آزاری حاشا وکلا مراد نہیں جسطرح ہم نہیں کہہ سکتے کہ کیوں دوسرا فریق ہم سے اسقدر پرہیز کرتا ہے اسی طرح دوسرا فریق بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم کیوں اپنے تئیں ایسا کرنے سے باز نہیں رکھتے ہیں مذہبی خیالات مجدا رکھکر اگر مساوات معاشرتی کے اعتبار سے دیکھا جاوے تو جب ایک فریق ہم سے اسقدر بیزار ہو کہ ہمارا سایہ بھی اونکی اونٹی سی غذا کو خراب اور ناپاک کر دیتا ہے تو کیوں ہم اوس پر افسوس نکریں کہ ہم ان کے منہ کا نوالا اور جھوٹا لقمہ بھی نہیں چھوڑتے اونکی وہ حمیت اور ہماری یہ غیرت اونکا وہ حوصلہ اور ہمارا یہ لالچ - اونکی وہ پابندی مذہب اور ہماری یہ بزدلانہ آزادی - اونکی وہ سیر چشمی اور ہماری یہ نفس پرستی اونکا وہ استقلال اور ہماری یہ نامردی - ہماری قوم کے فقیر کوڑی کوڑی کیواسطے اونکی دوکانوں اون کے گہروں میں اللہ و رسول کو فروخت کرتے اور رسوائی دلاتے ہیں اور اون کی قوم کے فقیر یا سادہو بہت مسلمان کا گہر دیکھتے ہیں ایسے جاتے ہیں جیسے شکار بندوق سے فقط ایک مسلمان فقیر ہی غیر قوموں کا دروازہ خالی نہیں چھوڑتا مسکین فقیر ان میں بھی دیگر قوموں کے گدا اگر غیرت کے مارے مسلمانوں کے گہروں پر نہیں آتے - اس سال کے ابتدائی فروری کا ذکر ہے کہ میرے مکان پر ایک ہندو لڑکا آیا اور یہ سوال کیا کہ "پرمیشور کے نام کا کچھ بھوجن دلاؤ" میں نے ایثار کرکے کہا کہ اسے کچھ پیسے دو واقعی اسے کچھ ضرورت ہوگی کیونکہ اس قوم کے فقیر ہمارے گہروں پر بہت ہی کم آتے ہیں۔

واہ رے ہندو گدا گر تیری غیرت - نوکر سے پوچھا کہ یہ گھر ہے ہندو کا ہی یا مسلمان کا - یہ دریافت کر کہ یہ ایک مسلمان کا گھر ہے ہندو سادہو نے کہا کہ میں یہ خیرات نہیں لینے کا میرے دہرم کو بٹہ لگتا ہے - جس قوم کے فقیروں اور گداگروں میں اتنی غیرت آگئی ہو وہ کیوں ترقی نکرے - عیب کردن بلاہم ہنرے باید - انکے یہاں مانگنا اور سوال کرنا بھی غیرت اور حمیت کو ساتھ ہے اور ہمارے یہاں مانگنا بھی بے غیرتی لو بےعزتی سی کی ہے بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا - م

ہم میں سے اخلاقی جرأت اخلاقی قوت جاتی رہی ہے ہمیں اخلاق کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی اور نہ ہی اوس کی ضرورت سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلے علماء کا وقت

سے یہ سوال ہوگا اور واعظین مذہب سے پوچھا جائے گا کہ ان بندگان خدا کے اخلاق کی اصلاح کیوں نہیں کی انہیں کیوں اسقدر بے غیرت اور بے حمیت ہونے دیا انہیں کیوں وہ باتیں ہونے دیں جن سے یہ دین و دنیا کے کاموں سے گئے گذرے انھیں کیوں اخلاقی راہیں نہ دکھائیں اور کیوں ان کی اخلاقی اصلاح نہ کی ہماری امت کے علماء یاد رکھیں ان سوالات کا جواب ان سے کوئی ہی نہ ہو سکے گا یہ سب بوجھ اونکی گردن پر ہے اوس دن یہ نہیں پوچھا جاویگا کہ کتنے مسلمانوں کو تم نے کافر بنایا اور کتنوں کے کفر پر مہر ثبت کی یا کتنے کفر کے فتوے لکھے اور کتنوں کے واسطے بہشت و دوزخ کی کنجیاں دفن کیں اور کتنوں کو خارج از اسلام کیا۔

اے حامیان اسلام اور اے علماء امت خیر الانام وقت آگیا ہے کہ آپ کے طریق وعظ بدل دیئے جاویں انکا رخ اوسطرف ہو جدہر اونکی ضرورت ہے نماز روزہ کی وعظ کرو بہشت کی امید اور دوزخ کا خوف دلاؤ لیکن مسلمانوں کے اخلاق بھی درست کرو۔

فرقوں میں اختلاف رکھو اور ایک فرقہ دوسرے پر بیشک فضیلت کا اظہار کرے لیکن ان مشترکہ مواعظ میں ایک دوسرے کی اعانت کرو - یاد رکھو **اختلاف امم کبھی نہیں دور ہو نیکا** ایک فرقہ کی کوشش سے دوسرا فرقہ کبھی معدوم نہیں ہو سکتا نہ تو شیعہ سُنی کا استیصال کر سکتا ہے اور نہ سُنی شیعہ پر کامیاب ہو سکتا ہے جس فرقہ میں ذرا بھی صداقت ہے وہ ضرور قایم رہیگا۔

جس فرقہ میں قرآن - رسولؐ - خدا کی عزت کی جاتی ہے اور ان ارکان ثلاثہ پر دیگر مذہبیات کا مدار کہا جاتا ہے وہ میں نہیں جانتا کیونکر معدوم ہو سکتا ہے اور کسطرح اسلام اسے اپنے دائرہ میں سے باہر نکال سکتا ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ مشترکہ خلوص اور مشترکہ اعتبار اور عقیدہ کی جہت سے ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی مشترکہ اصول کیوجہ اصول کی وجہ سے عزت اور احترام کرے - تہذیب اور اخلاص سے ہر فرقہ اپنے بڑہنے کی کوشش کر سکتا ہے اور ہر مشرب کا فرض ہے کہ اپنے مشرب کا اعلان عام کرے۔

بر ودت حرارت کو نہیں سہ سکتی اور نہ حرارت پر ایسا زور ڈال سکتی ہے ایک ہی جسم کے اندر اربعہ اخلاط صفرا - سودا - بلغم اور خون تولید پاتے ہیں - ایک خلط سے دوسرے خلط کی نفی نہیں ہوتی -

مساوات سے چلو اور مساوات سے کام لو دنیا ایک میدان ہے اوس میں ہر قوت چلنے اور مشق کرنے کا حق رکھتی ہے۔

تعجب ہے کہ لوگ اربعہ اخلاط سے اپنا جسم تو قایم رکھتے ہیں لیکن چند فرقوں سے مذہبی جسم قایم نہیں رکھ سکتے - مسلمانوں میں تفریقی مادوں کی ترقی ہوتی جاتی ہے خواہ مخواہ کا بغض و حسد ترقی کر رہا ہے۔

حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں جسکی قسمت میں بڑھنا اور ترقی پانا ہے وہ ہماری کوششوں سے رُک نہیں سکتا اور اگر اوسے ضائع ہو جانا ہے تو اوس کے حق میں کوئی کوشش مفید نہیں ہو سکتی۔

جب ہمیں دوسرے اور غیر فرقوں کے مقابلہ میں یہ تعلیم دی گئی ہے - کہ ان سے بہ نرمی مباحثہ اور مکالمہ کرو تو کیا باہمی مباحثات اور مکالمات کی نسبت آلہی منشا یہ ہو سکتا ہے۔

وہ کہ ہم پورے عناد اور بغض سے کام لیں ہرگز نہیں - ع این خیال است و محال است و جنوں -

مباحثہ بُرا نہیں مکابرہ اور مجادلہ بُرا ہے۔

ہر فرقہ کے بزرگ کا نام ادب اور تہذیب سے لو اور اوسکی عزت کرو صرف اسوجہ سے نہیں کہ وہ ایک فرقہ کا لیڈر ہے بلکہ اسوجہ سے بھی کہ اوسکی ذات میں کچھ نہ کچھ امتیاز اور خصوصیت ہے اور ایک گروہ اوسکی عزت اور اوس کا احترام کرتا ہے۔

اختلاف یہ بُرا نہیں ہو سکتا لیکن نفاق بُرا ہے حسن ظنی ایک عجیب نعمت ہے اس عمل سے اکثر خرخشے اور تنازعات خود بخود اُٹھ جاتے ہیں۔

(مرزا سلطان احمد)

شکر للہ میں زندہ ہو گیا

موت ایک ایسی شاہراہ ہے کہ اسپر سے امیر و فقیر عالم و جاہل جوان بوڑھے بچے سبکو گذرنا ضروری ہے اور فی الحقیقت اگر دنیا میں موت نہ ہوتی تو بھی موت کی ضرورت محسوس کیجاتی کیونکہ دنیا میں ہر ایک چیز بجائے خود جینا چاہتی ہے - اور دوسروں کو معدوم کرنا چاہتی ہے اسلئے اس نظام کو قایم رکھنے کیلئے اللہ تعالی نے اپنی کامل حکمت سے موت کا نظام قایم فرمایا - پھر اگر موت نہوتی تو شاید دینداروں اور خدا پرستوں کی امیدوں پر پانی پھر جاتا وہ روحانی ترقیاں جو انسان مرنے کے بعد کرتا ہے اسکے لئے وہ مشکلات میں پڑ جاتا بہر حال موت ایک خوفناک اور ڈراونی چیز نہیں جیسی کہ وہ سمجھی گئی ہے بلکہ نیکوں کیلئے موت ایک خوشکن چیز ہے وہ ایک مرکب ہے جو یار کو یار کے پاس پہنچا دیتا ہے میں اپنی بعض غلطیوں کی وجہ سے ۱۲ - جولائی ۱۹۰۶ء کو سخت بیمار ہوگیا اور تپ محرقہ کی شکل میں مجھ پر حملہ آور ہوا - حد درجہ کا اضطراب کرب اور بے کلی مجھے دکھ دینے لگی - میرے متعلقین اور احباب بیحد تشویش پیدا ہوئی میں بتحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ اس حالت کی تلخی میں مجھے مرنے کا کوئی بھی غم نہ تھا - اور اس یقین پر کہ آخر ایک دن اس شاہراہ پر سے گذرنا ضروری ہے میں اپنے اندر آمادگی پاتا تھا، میری بیماری پہر اپکی صحت کی امید و مستقر پر چند خوبی بات ہے لیکن میں نہیں میں چونکہ خدا تعالی کی قدرت کا ایک کرشمہ دیکھا ہے اسی کے اظہار کیلئے میرے دل میں ایک جوش ہے - دن کے ۱۲ - بجے کے قریب میرے ایک مخلص بھائی میاں احمد نور کابلی میرے پاس آئے اور مجھے بیمار اور بیکل دیکھ کر انہیں صدمہ ہوا - میں نے ان سے کہا کہ آپ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت حکیم الامت سے فقط دعا کیلئے عرض کر دیں اور صرف یہ دعا کہ اگر میری موت اس وقت مقدر ہے تو وہ اسلام پر ہو اور حضرت کے قدموں میں ہو اور قیامت کو آپ کی زمرہ میں حشر ہو - اور اگر ابھی میری زندگی مقدر ہے تو پہر مجھے خاص تبدیلی کی توفیق ملے اور خدمت اسلام کا خاص جوش دیا جاوے بس اس کے سوا اب کوئی آرزو نہیں - میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تحریک تھی جس نے میرے محسن اور شفیق مخدوم حضرت حکیم الامۃ کو اٹھایا وہ سخت دھوپ میں تنہا میرے پاس آئے اسوقت مجھے سخت کرب تھا اور بخار بہت شدید تھا میں نے زبانی بھی انسے بھی کہا - حکیم الامۃ دیگر دن جھکا کر بیٹھے اور پہر دیکھا کہ نہ مجھے بخار تھا نہ کرب - نہ بخت در دسر - میں فرق نہیں کر سکتا کہ میرے اپنی حالت کے بیان کرنے اور اس حالت کے جاتے رہنے میں کسقدر وقفہ لگا - میرا دل حمد الہی سے بھر گیا اور مجھ پر شفاعت کا مسئلہ کھل گیا - مسیح تو مردے زندہ کرتا ہے لو اب اس کے ایک غلام کی توجہ اور ماثر نظر نے مجھے زندہ کر دیا - اسوقت میرا بدن بالکل سرد تھا - اس حالت کو دیکھکر میرے دل میں عجیب عجیب خیالات پیدا ہوئے اور کچھ ایسا سرور آیا کہ میں بے اختیار ہو کر حمد الہی کرنے لگا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے بروز پر درود پڑھتا تھا جو لوگ میرے گرد و پیش تھے وہ میری حالت کا اندازہ کر سکتے تھے یہانتک کہ شہر میں میرے مر جانے کی خبر بھی مشہور ہو چکی تھی - اور مختلف طبقوں میں میری موت کے تذکرے ہونے لگے - لیکن خدا کا فضل ہے کہ میں پھر زندہ ہو گیا جسکی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جس کے سننے کے کان ہوں وہ سنے - شہر کے وہ لوگ جنہوں نے میری بیماری کی کیفیت سُنی وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ انہوں نے کیا سُنا - عجیب بات ہے کہ مجھے کبھی جلاب نہیں آیا حضرت حکیم الامۃ نے دو دن کی واقع شدہ قبض کیلئے فروٹ سالٹ شام کو تجویز کیا جسکی بہت ہی تھوڑی سی مقدار میں نے پی اور میرے دوستوں نے عرض کیا کہ انکو جلاب نہیں آیا کرتا حکیم الامۃ نے فرمایا تم دے تو دو - بہر حال مجھے فروٹ سالٹ دیا گیا اور عشا سے پہلے پہلے مجھے پانچ چھ جابتیں آگئیں اور ساری رات میں آرام سے سویا اور آج ۱۴ کی صبح کو میں تحدیث بالنعمۃ کے طور پر یہ چند سطریں لکھ رہا ہوں - آخر میں میں ان تمام بھائیوں کا شکر گذار ہوں اللہ تعالے انہیں بہت بہت جزا دے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ جیسے یہ بیماری میرے لئے ایمانی حالت کے بڑھنے کا موجب ہوئی ہے اور میں نے خدا تعالی کی عجیب قدرتوں کا معاینہ کیا ویسے ہی ان لوگوں نے جنہوں نے دعا سے میری مدد کی انہوں نے اس موقع پر دیکھا کہ دعائیں کسطرح قبول ہوتی ہیں وہ بیمار جسکے لئے حاذق طبیب اسکی حالت کے لحاظ کہہ رہے ہوں کہ وہ رات نہیں نکال سکتا سو وہ صبح کو محض خدا ہی کے فضل کے ساتھ ان دعاؤں کے طفیل جو اسکے لئے اسکے محسن و آقا امام اور آپکے خدام نے کیں

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء - والحمد للہ علی ذالک - (ایڈیٹر)

ایک نو مسلم کا لیکچر

{۹ جون ۱۹۰۶ء کو ایک مصری شیخ محمد یوسف صاحب نو مسلم نے مسجد جامع میں لیکچر مسجد اقصیٰ میں پڑھا۔ ایڈیٹر}

معزز حاضرین اسمیں کوئی کلام نہیں کہ انسان کو خداوند کریم نے اشرف المخلوقات پیدا کیا ہے۔ مگر جو فطرتی کمزوری انسان کے گلے کا ہار ہو گئی ہے وہ ذرا بھی آگے نہیں بڑھنے دیتی۔ انسان تو چاہتا ہے کہ میں آگے بڑھوں۔ جہانتک کہ الٰہی قرب حاصل کر سکوں۔ اسلئے انسان کو ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے کہ ایسی کمزوریوں سے ہر وقت بچتا رہے۔ جب ہی میں نے ہوش سنبھالا ہے اور انسانیت کا جامہ پہنا ہے۔ مجھے یہی دھن رہی۔ کہ کسی طرح سے ست مارگ یعنی صراط مستقیم کا پتہ ملے۔ چنانچہ میری اس جستجو کا یہ نتیجہ ہوا کہ بہت سے گڑھوں سے نکلکر باہر آیا۔ اور گڑھے بھی اسقدر عمیق تھے۔ کہ جن سے نکلنا محال تھا مگر فضل الٰہی میرے شامل حال تھا۔ مجھکو ان گڑھوں سے ایسا نکالا جیسے چاہ سے یوسف۔ خدا کی قدرت شاید اسی وجہ سے میرا نام بھی یوسف ہی رکھا گیا۔ پہلا گڑھا آریوں کا تھا اور خوب غور خوض کیا گیا۔ لیکن اسکی تعلیم اسقدر پایہ تہذیب سے گری ہوئی تھی جسے میں کہہ سکتا ہوں کہ کوئی خاندانی اور مہذب آدمی اسے ہرگز ہرگز قبول نہیں کرے گا۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھکر کوسوں دور بھاگیگا۔ اول ان کی وید کی تعلیم میں سے ایک مسئلہ نیوگ کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے بانی نے آریوں کو ایسی بے نگاہی کا سبق دیا۔ اور رنڈوا اور کوروں کی تسلی مہاتموں اور رشیوں کیلئے ایک سیدھی سڑک بنادی جس سے اسکی خواہش تھی کہ کوئی شخص بھی اس دنیا سے پاک اور بے لوث نہ جاوے مختصر یہ کہ ایک چکلے کی بنا ڈالدی اور یہی تعلیم تھی جس نے سکھوں اور برہمنوں اور اروڑوں وغیرہ کی خانگی زندگی پر اپنا اثر ڈالا۔ اور ایسی بے شرم زندگی کو پاک اور پوتر سمجھا گیا۔ مگر باقاعدہ شادی یا وواہ کی ضرورت نہیں اور اسمیں یہ بھی کوئی قید نہیں کہ مرد کا بالعورت اور عورت کا بامرد ہونا ضروری ہے بلکہ جب کبھی عشق جوش مارے اور قوت شہوانی غالب ہو۔ تو مرد با عورت اور عورت بامرد بلاتمیز ہمبستر ہو سکتے ہیں۔ واہ رے دیانند تیرا برہم چریہ ؎

جستجو سے تیری وحشت کا چلن ثابت ہوا
بیہودہ باتوں سے تیرا دیوانہ پن ثابت ہوا
آجتک وسوسہ پہ جسکے تھا مدار زندگی
وائے محرومی وہی پیاں شکن ثابت ہوا
نیوگ کا دلدادہ نکلا زاہد صورت پرست
شیخ جسے سمجھے ہوئے تھے برہمن ثابت ہوا

اب ذرا صاحبان وید کی حقیقت کیطرف توجہ مبذول فرماویں۔ سری گنیش آئیہ یہ منتر سام وید دکشورید پرس کا نغمی کر صفحہ ۵ میں جہاں سے اتر منتر کا شروع ہوتا ہے۔ اور تمام ویدوں کے ہر ایک ہیڈنگ اور ہر منڈل کے شروع میں آتا ہے۔ ترجمہ اسکا یہ ہے کہ گنیش دیوتا کو سلام گویا بسم اللہ وید ونکی یہی ہے۔ اے مترجنو اگر آریہ دہرم سچا ہوتا۔ اور وید ایشور کا کلام ہوتا۔ تو پہر پرمیشور کے نام سے شروع کرتا نہ گنیش دیوتا کے نام سے۔ اگر وہ پرمیشور کا نام ہے تو وہ کس نے رکہا ہے۔ اور معلوم ہوا کہ اس شرد شکتی مان سے دیوتا افضل ہے۔ کہ وہ اسکے نام سے ویدوں کو شروع کرتا ہے۔ اور خلقت بھی پرمیشور کے نام و نشان کو ابتدا میں اسکو یاد کرتی ہے۔ دوئم۔ اوم پرماتما آیہ یعنی پرماتما کو سلام۔ اگر پرماتما ایشور کا نام ہے۔ اور تمام آتما اسی سے نکلی ہیں تو معلوم ہوا کہ پرمیشور روحوں کا چشمہ ہے اسیوجہ سے اسکو جگت آتما کہتے ہیں۔ پہر کہاں رہی ایشور کی فضیلت اور پرماتما سے اگر کوئی بڑی ارواح مراد ہے تو ایشور ہے (۳) یہہ سام وید کا پہلا منتر ہے سوامی دیانند نے ترجمہ کیا ہے کہ ہے اگنی تم گیان سروپ ہو میں تمہاری تعریف کرتا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وید کا کرتا کوئی پروہت ہے یہ ایشور نہیں کیونکہ یہ اگر خدا کا کلام ہوتا کہ میں اگنی کی تعریف کرتا ہوں ایسا نہ ہوتا۔ بلکہ اگنی وغیرہ پرمیشور کے سب تعریفیں ہیں ایسا ہوتا۔ یہہ رگ وید کی پہلی منڈلی ہو مکا ستائیسواں سوکت تیرہواں منتر ہے۔ دہرم سبہا والوں نے اس کا ترجمہ کیا ہے کہ بڑے دیوتاؤں کو سلام چھوٹے دیوتاؤں کو سلام بوڑہے دیوتوں کو سلام۔ دیانند یہ بھی پرمیشور کا کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ بھول چوک سے پاک ہے۔ اور اس کی ذات کے سوا کوئی پوجا جانیکے لائق نہیں وہ خود معبود ہے دیوتاؤں وغیرہ کا پوجاری نہیں ہو سکتا۔ یہ وید کے کرتا کی لیاقت کا سراسر نقصان ہے کہ وہ بڑے اور چھوٹے اور سب کو سلام ہی کر گذرا مگر یہ نہ بتلایا۔ کہ جسکو میں سلام کرتا ہوں۔ کہ وہ دیوتا ہیں یا پرمیشور یا حیوان یا بندے اور حسب منشاء سوامی دیانند سرستی۔ اسکے معنے یہ ہوئے بڑے پرمیشوروں کو سلام چھوٹے پرمیشوروں کو سلام نوجوان پرمیشوروں کو سلام اور ہم سب پرمیشوروں کو حتی الامقدور سلام کرتے ہیں واہ رے دیانند تیری پہرتی رس اندھیر نگری سے تنگ ہو کر جب میں نے پہر حق کے لئے جستجو کی تو سکھوں کے گڑھے میں پھنس گیا۔ اور آد گرنتھ صاحب کو اول تا آخر خوب غور اور خوض کے ساتھ پڑھا۔ تو اسکو اسلامی تعلیم سے بھرپور پایا سو چند شلوک باوا نانک صاحب کے بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں

شلوک ۷۴۳ صفحہ آد گرنتھ ؎

اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے

پہلے خدا تعالیٰ نے ایک نور پیدا کر کے اس نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا پس پیدائش کی رو سے تمام اسطرح نوری ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ باوا صاحب آواگون (تناسخ) کے ہرگز ہرگز قائل نہ تھے۔ دوئم صفحہ ۵۷۶ آد گرنتھ وید پڑھت برہما موے چاروں وید کہانی۔ سادھو کی مہما وید نہ جانی۔ یعنے برہما جی وید پڑھ کر مر گیا اور حیات جاودانی حاصل نہ کر سکا۔ چاروں وید سراسر کہانی اور یاوہ گوئی ہیں۔ پہر باوا نانک صاحب فرماتے ہیں۔ آد گرنتھ صفحہ ۱۴۶ کے ہندو لتہاں اور مسلمان کا نا دو تاں وچوں جوگی سیانا اس سے یہ مقصود نہیں کہ مسلمان درحقیقت خدا کی شناخت سے کانے تھے۔ نہیں نہیں ہرگز ہرگز نہیں۔ کیونکہ جس زمانہ میں باوا صاحب پیدا ہوئے تھے وہ فیج اعوج کا زمانہ تہا۔ اور اسکا مقصود یہ ہے کہ اس گئے گذرے وقت میں بھی جبکہ اکثر مسلمان رسم عادت کے طور پر مسلمان تھے۔ اور اسلام کی حقیقت ان میں نہیں پائی جاتی تہی تاہم اس گئے گذرے وقت میں بھی مسلمان ہندوؤں کیطرح خدا کی شناخت سے بالکل اندھے نہ تھے۔ اور یہاں جوگی سے مسلمان صوفی فقیر مراد ہیں۔ آہا۔ اس جگہ باوا صاحب کیسے صاف لفظوں میں اسلام کی شہادت دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں ؎

اک کلمہ یاد کرا ور نہ باکہو بات پنجے وقتی رکن دین تس سے ہوئیں بات (کلام)
لعنت بر سر تہاں جو ترک نماز کریں پہ تھوڑا بہت کھٹیا ہتہوں ہتہ گویں

یعنی ان لوگوں پر لعنت جو نماز کو ترک کریں جو کچھ تھوڑا بہت عمل کیا ہے اسکو دست بدست ضائع کیا۔ ہائے افسوس مگر معلوم نہیں کہ سکھ صاحبان باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے اور باوجود دیکھنے کی نہیں دیکھتے اور باوجود سننے کے نہیں سنتے مگر اس میں بیچارے بھولے بھالے سکھوں کا کیا قصور ہے۔ چنانچہ پنجابی میں مثل مشہور ہے کہ جس لائی گلیں ادسی نال اٹھ چلے" سو ہمارے سکھ بھائیوں کا حال ہے کیونکہ بعد میں باوا گوبند سنگھ صاحب نے اس تعلیم کو دوسرے پہلو میں بدل دیا۔ اور میں ایک شلوک باوا نانک جی کا اور ایک باوا گوبند سنگھ جی کا برائے مقابلہ بطور نمونہ کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اور آد گرنتھ میں صفحہ ۵۴ باوا نانک جی توحید کی کیا خوب داد دیتے ہیں۔ شلوک۔ " دو سرکا ہے سرے جسے تے مرجا اک سمبر زمانکا جو جل تہل رہب سما۔ مگر ساتھ ہی آد گرنتھ میں اسی صفحہ پر گورو گوبند سنگھ صاحب کس دشمنی سے باوا نانک جی کی توحید کی مخالفت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ شلوک اکال پرکہ کی حکم سے تبہی چلاؤ ہے پنتھ سب سکہیں کو حکم ہے گرو مانیو گرنتھ۔ اور پہر باوا نانک جی آد گرنتھ صفحہ ۹۷۲ میں فرماتے ہیں۔ ایک بھگت بھگوان جہیں۔ پرانی کے نا ہیں من جیسے سوکر سوان نانک جانو تاہیں تن۔ یعنے جس انسان کے دلمیں خدا کی محبت نہیں وہ انسان سور اور کتے سے بھی بدتر ہے گر ہائے تعصب تیرا ستیاناس ہو۔ یہہ اس گورو کا حکم ہے جسکے چیلو نکا یہ من بھاتا کہا جا ہے جسکو باوا صاحب نے تمام روئے زمین کی چیزوں سے نکمہ شمار کیا ہے۔ ابھی سکھ صاحبان انصاف سے کچہ ہی اور چہوڑتے ہیں اور صرف دس منٹ کیلئے بے تعصب ہو کر اور خدا کو حاضر ناظر جانکر برے انصاف خود ہی نتیجہ نکالیں کہ جو باوا گوبند سنگھ جی نے آپ لوگوں کے دلوں میں ایک مخالفانہ اور منافقانہ جوش پیدا کر دیا ہے وہ کہانتک تمہاری نجات یا مکتی کا موجب ہو سکتا ہے ؎

سوچئے خوب اب اے سخن پرور جاگو۔ غافلو دائی گو دور مقصد جاگو
اسکا افسوس نہیں چلتا جو تھک کر رہ جاوے۔ حیف اسپر جو ذرا بھی چلا نہ ہو آگو
تاں اٹھو تاب تو ان تم میں ابھی کیا باقی۔ ہائے کیا سے ٹھکانے لگیگا ہمرہ ہوں
اٹھو کے ٹھیو کہ تمہیں دور بہت جانا ہے۔ رات تھوڑی ہے سفر ہے بڑی ہو کا افسانہ ہوں

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس وقت باوا نانک جی اسلام کی شہادت دیتے ہیں تو اسمیں کوئی کلام نہیں۔ کہ اگر کوئی سچا مذہب دنیا میں ہے تو اسلام ہے۔ پس جس خاص دہرم کو ہی اسلام کہا۔ آج فقط اسلام ہی صفحہ ہستی پر اندرونی اور بیرونی خوبیوں کے ایک ایسا مستقل اور زندہ مذہب ہے جو اپنے صادق من اللہ ہونے پر بڑے بڑے واضح اور قاطع دلائل پیش کر کے متلاشی حق کو معقول طور پر تسلی اور اطمینان کرا سکتا ہے۔ اور ذات باری تعالیٰ کو واجب الوجود اور واحد لا شریک ثابت کر کے اس سے قرابت پیدا کرنیکے ڈھنگ اور اسکے نتائج سے طالب صادق کو پورے طور پر شانتی دیتا ہے۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ نادان آریہ کا ویدی ایشور۔ جو بزعم آریہ نہ خالق نہ مخلوق (نعوذ باللہ) انکے درمیان کوئی مختنث پرمیشور ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ مسیح سے یعنی مانگنے والے اور ہمارے قوم کی بجائے جو صبح و شام ہر دو انسانوں سے ہی مانگا چاہنے والے صرف دس منٹ کیلئے بکشش پاتی (بے تعصب ہو کر) اور خدا کو حاضر ناظر جانکر اسلامی نماز کے ساتھ ہی جو اللہ کے نام سے شروع ہو کر اللہ کے نام پر ہی ختم ہوتی ہے۔ اور موحد کو کم از کم فی یوم پانچ وقت دربار باری تعالیٰ میں حاضر کر کے عرض معروض پیش کرنیکا موقع دیتی ہے۔ اپنی عبادت کا مقابلہ کریں تو میں گمان نہیں کر سکتا کہ وہ حقائق پسند اور انصاف پرست دل جسمیں روز ازل سے توحید کا تخم بویا گیا ہے نظر کرنیکے بعد کبھی بھی قرآنی تعلیم سے استغنا اختیار کر سکیں۔

معزز ناظرین! ہر ایک سمندر دل انسان کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذہب کا تبدیل کرنا کچھ آسان بات نہیں۔ اسکے ثبوت میں یہ کہدینا ہی کافی ہوگا کہ اپنے پیارے مہربان والدین بھائیوں اور بہنوں اور دیگر رشتہ داروں سے کس چیز نے جدا کیا گھر سے نکالکر غیروں کے دربدر کس چیز نے پھرایا والدین کی ناز و نعمت کو ترک کرنا اور غیروں کے جور و ستم کس نے سکہائے۔ وہ کونسے بے بہا جواہرات تھے جنکی طمع میں والدین کی درد انگیز آہوں کی کچہ پروا نہ کی گئی۔ وہ کونسا پیارا خزانہ تہا جسکے عوض غیروں کی گالیاں اور طعن و تشنیع منظور کئے گئے۔ وہ کونسا اسرار تہا جسکی خاطر جو نہایت پیارے تہے وہ نہایت خطرناک دشمن بن گئے صرف صراط مستقیم یعنی (کیول ست مارگ کی خاطر) مگر معلوم اسکو ہوتا ہے جسکے دل میں گذرتی ہے اوروں کے لئے تو کہانی ہوتی ہے۔ نیز ہم نے پہلے تمام نفع نقصان کا اندازہ لگا لیا تہا اور بعد میں حلقہ اسلام میں پاؤں رکہا تہا اب تو یہ حالت ہے ؎

بیٹھے ہیں تیرے در پہ تو کچھ کر کے اٹھینگے
یا وصل ہی ہو جائیگا یا مر کے اٹھینگے

آخر الذکر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ویسے تو باوا صاحب کی پاک تعلیم سے میری پوری تسلی ہو گئی تھی مگر ماسٹر عبد الرحمان صاحب نو مسلم کی کتاب ہم اختیار الاسلام نے ٹھیک میرے لئے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ اور بہت سے نازک وقتوں میں جو کہ گاہے گاہے سکھوں اور آریوں کیسا تھ پیش آتے رہے ہیں میرے لئے ایک پورے پورے رہبر کا کام دیا۔ کیونکہ ماسٹر صاحب نے اس کتاب میں سکھ تا لے والے کو ادھیڑ کر ایسی آگ بھڑکا دی ہے

متفرق نوٹ

معذرت ناظرین الحکم کسی دوسری جگہ میری بیماری اور اس سے بفضل الٰہی بچائے جانے کا ذکر پڑھیں گے اسکے بعد مجھے حاجت نہیں کہ اس امر کا ذکر کروں کہ کیوں اس ہفتہ کا اخبار ۸ صفحہ کا شائع ہوتا ہے۔

بیماری سے سبق انسان جہاں اپنی بیماری سے اپنی کمزوری اور بیکسی کو محسوس کرتا ہے وہاں اسے اللہ تعالیٰ کی حی لا یموت ہستی پر بھی ایک لذیذ اور جدید ایمان پیدا ہو سکتا ہے بشرطیکہ سعید ہو وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح پر ایک تندرست چست و چالاک تنومند انسان اسی آب و ہوا میں رہتا ہوا جہاں وہ ہر روز رہتا ہے اور انہیں خوردنی و نوشیدنی اشیاء کو استعمال کرتا ہوا جو ہر روز کرتا ہے یکدم گر جاتا ہے اور وہی اشیاء اسکے لئے زہر کا کام دینے لگتی ہیں۔ جن چیزوں کو لذیذ سمجھتا تھا وہ اسے ایسا نفور ہوتا ہے کہ نام تک لینا نہیں چاہتا۔

اللہ! اللہ!! عجیب انقلاب ہے۔ پھر خدا کا فضل دستگیری کرتا ہے تو گم شدہ صحت کو واپس پا لیتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ بیماری سے پہلے **صحت** کی قدر کی جاوے اور **وقت** کو رائیگاں نہ جانے دیا جاوے جہانتک ممکن ہو تعلقات عامہ کا سلسلہ کم ہو تاکہ موت کے وقت مختلف حسرتوں کا شکار نہ ہونا پڑے اور سب سے ضروری اور اہم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلقات صافی ہوں وہی ہر وقت کام آسکتا ہے اور وہی ہے جسکا حکم آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ ناظرین سے التماس ہے کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ میں اس نتیجہ کو دل میں جگہ دیکر عمل کی توفیق پانے والا ٹھیروں۔

ناظرین الحکم کی مجھ سے ہمدردی باوجودیکہ میں نے کسی دوست کو اطلاع نہیں دی اور نہ گذشتہ اخبار میں اس کا ذکر ہوا۔ بعض احباب کو میری بیماری کی اطلاع ہو گئی جنہوں نے خطوط سے گذر کر تار سے کام لیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ سب کا جواب یہی ہے میں الحمدللہ اب اچھا ہوں گو طبیعت پوری صاف نہیں ہوئی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون اسی بیماری کے اثناء میں مجھے اپنے ایک محترم اور مکرم دوست کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کی خبر پہونچی ہے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ واجب الاحترام دوست خلیفہ فضل حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانجات گجرات ڈویژن ہیں جو عرصہ تک امرتسر میں سپرنٹنڈنٹ رہ چکے ہیں اور جن کے عہد میں امرتسر ڈویژن کا نہایت ہی بگڑا ہوا انتظام درست ہوا۔ اور جنکی مہربانیوں کے لئے قادیانی پبلک خصوصیت سے شکرگذار ہے اگرچہ ڈویژن بھر میں انکی قابل قدر اصلاحوں کا شور پڑا ہوا تھا۔ مگر چشم حسد نے انہیں امرتسر سے لائل پور اور وہاں سے گجرات لا ڈالا۔ گجرات والے خوش نصیب ہیں۔

خلیفہ فضل حسین صاحب احمدی نہیں مگر میں بڑی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ کبھی ایک لفظ بھی سلسلہ عالیہ کے خلاف میں نے ان کے منہ سے نہیں سنا۔ وہ ہمارے واجب الاحترام بزرگوں کا ادب کرتے ہیں۔ اسلام کی حمیت اور حمایت کا انہیں بہ حیثیت مسلمان ہونے کے جوش ہے اور اسی وجہ سے حمایت اسلام کے کالج میں معقول چندہ دیتے رہے ہیں اشاعت اسلام کا بھی جوش ہے۔ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے معقول رقم دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ ہمارا انگریزی رسالہ ہمیشہ شوق سے پڑھتے ہیں۔

بہرحال ایک نیک دل اور سلیم مزاج مسلمان ہیں ان کی اہلیہ عرصہ سے بیمار رہتی تھیں خلیفہ صاحب نے جہانتک انسے ممکن ہوا ان کے علاج میں سعی کی اور ہزاروں روپیہ خرچ کیا مگر موت کا کیا علاج؟ آخر وہ محترم خاتون اس دنیا سے رخصت ہوئی۔ میں تنہا ہی خلیفہ صاحب کے اس غم میں انکا شریک نہیں بلکہ خلیفہ صاحب کی ذاتی خوبیوں اور حسن اخلاق کی وجہ سے ایک کثیر التعداد مخلوق انکے ساتھ شریک درد ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبر عطا فرمائے اور مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ جب انسان حیا و شرم کا جامہ چاک کر لیتا ہے تو پھر اسے کچھ محسوس نہیں ہوتا کہ میں کیا کہتا ہوں اور کیا کرتا ہوں۔ یہی حال ہمارے مخالف آریہ اخبار پرکاش کا ہے وہ ۱۰ جولائی کے پرچہ میں کہتا ہے کہ

"۳۰ جون کے الحکم سے پتہ لگتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس ہفتہ میں کوئی الہام نہیں ہوا۔ جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ بیمار رہے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی بیماری میں مرزا صاحب کا اللہ میاں بھی ان کی تیمارداری میں ہی مصروف رہتا ہے۔"

یہ ہنسی اور مذاق خدا تعالیٰ سے مہجوری کے سبب سے ہے۔ ایک آریہ جو ساری عمر گتّے بلکہ بُت بننے سے کبھی نجات ہی نہیں پا سکتا خدا تعالیٰ اور اسکی تیمارداری کی حقیقت کو کیونکر سمجھ سکتا ہے وہ تو ہنسی سے یہ بات کہتا ہے لیکن ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا جو تعلق اپنے مرسلین سے ہوتا ہے وہ کسی حالت میں انہیں نہیں چھوڑتا۔ وہ شخص جو معرفت کے اس کوچہ سے نابلد اور ابدی محروم ہیں اس راز کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ اسلئے خدا کا برگزیدہ کہتا ہے ؎

راز محبت من اد فاش گر شدکر
ہر عالم و فقیہہ شدے ہم چو جا گرم

جاپان میں اشاعت اسلام

حضرت اقدسؑ کو جب سے ایک مشرقی طاقت والا الہام ہوا ہے جاپان پر ہماری نظر ہے جاپان میں اشاعت اسلام کا سوال اسلامی دنیا میں بڑی دلچسپی حاصل کر چکا ہے اس صورت میں مندرجہ ذیل چٹھی جو ایک فاضل جاپانی صاموکورا ایڈیٹر "جہ جو بان" اور انجمن مباحث دینیہ کے میر منشی کی ہے نہایت دلچسپی سے پڑھی جاوے گی جو اسنے پروفیسر اسماعیل بک عصبرنسکی نامور روسی اسلامی اخبار "ترجمان" کے ایڈیٹر و مہتمم کو ایک خط بھیجا ہے۔ جس میں دو روسی عالموں کو اُس جاپانی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی ہے۔ جو ان دنوں ٹوکیو میں متواتر جلسے کر رہی ہے۔ تاکہ وہ مذہب اسلام کی حقیقت بیان کریں۔ ذیل میں ہم اُس خط کا لفظی ترجمہ شائع کرتے ہیں۔

از دفتر اخبار جہ جو بان۔ ٹوکیو ۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۰۶ء

میرے محترم ہمعصر اور معظم دوست مہتمم اخبار ترجمان سلمہٗ میں نے رسالہ مطبوعات الزمان فرانسیسی میں اس بات کو دیکھا ہے کہ آپ چوبیس سال سے شہر باغچہ سرائے میں ایک دینی اسلامی اخبار نکال رہے ہیں۔ اس لئے مجھکو خیال ہوا کہ یہ نیاز نامہ آپ کی خدمت عالی میں پیش کروں۔ اور میں آپ کی تضیع اوقات کی معافی مانگتا ہوں۔

والعذر عند کرام الناس مقبولٌ

میں آپ کو یہ خط اسلئے لکھتا ہوں کہ آپ کو جاپانی قوم کا موجودہ اقوام عالم میں بحیثیت مدنیّت۔ حضارت اور ترقی کے پسماندہ ہونا معلوم ہوگا۔ اور اسی لئے ہم اپنے ملک کی ہر ایک خرابی دور کرنے اور اوس میں زندگی کی روح پھونکنے کی ہر طرح کوشش کر رہے ہیں۔ آپ پر یہ بھی مخفی نہ رہے کہ اس غرض سے جو کوششیں کی گئیں۔ اُنہوں نے قوم کو ترقی کی شاہراہ پر ڈال دیا ہے۔ لیکن ابھی اُس کو انتظام ملک کے اصول۔ اشاعت تجارت و دستکاری کی ذرائع اور ترتیب فوج وغیرہ سے بہت کم حصہ ملا ہے۔ اور ہم اُس مادی ترقی ہی پر بس کرنا نہیں چاہتے۔ جو ہم کو حاصل ہو چکی ہے۔ اگرچہ وہ بھی کم ہے۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ اوس پر ایک روحانی ترقی کا بھی اضافہ کریں۔ اور یہ بات بجز اس کے کسی اور طریق سے حاصل نہیں ہو سکتی کہ حقیقی معلّم اخلاق یعنی مذہب کی تعلیم پر عمل کیا جائے جو عمدہ عادتوں کا سرچشمہ اور فلسفی عقلی کی خرابیاں دور کرنے کا ذریعہ ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہماری جاپانی قوم اس مسئلہ پر بہت توجہ رکھتی ہے۔ ہم نے ٹوکیو میں ایک عظیم الشان مجلس تحقیق مذاہب اور اُن کی جانچ اور تفتیش کے لئے کئی سال ہوئے قایم کی تھی۔ اب وہ انجمن نشو و نما پاکر بڑی ہو گئی ہے اور اوس کے ممبروں میں ہمارے بڑے بڑے فاضل علماء اور اہل الرائے اشخاص شامل ہو گئے ہیں۔ اور قوم نے اس انجمن کو ذمہ دار بنایا ہے کہ وہ فلسفہ عقلی کے ذریعہ سے تمام دنیا کے مذاہب کی جانچ پڑتال کر کے اُنکا ایک علمی طریقے پر قوم کے روبرو پیش کرے۔

ہم نے اس کانفرنس میں رومن کیتھولک۔ پروٹسٹنٹ اور یہودیوں کے نامور علماء کو دعوت شرکت دی ہے اور دنیا کے تمام ملکوں سے مذاہب کے قایم مقام ہمارے یہاں آ رہے ہیں +

اور چونکہ دین اسلام روئے زمین کا ایک بڑا دین ہے اور اوس کی تاریخ ترقی کے حالات سے بھری پڑی ہے۔ اس لئے ہمارا مقصد ہے کہ مسلمان علماء بھی اس کانفرنس میں شریک ہوکے اُسے حقایق و فلسفہ قرآن (کریم) سے مطلع کریں اور اپنی زبان سے اپنے مذہب کے فضائل بیان فرمائیں۔ کیونکہ تحریری بحث سے اصلی غرض پوری طرح حاصل نہیں ہوتی۔ اور ہم اپنے ملک میں اُن کی تشریف آوری کے سخت مشتاق ہیں +

میں آپ کا بہت شکرگذار ہونگا۔ اگر آپ حسب ذیل اعلان اپنے اخبار میں مسلمان علماء کی دعوت کے لئے شایع فرما دیں گے۔

"ہمیں اُمید ہے کہ روس کے معزز عالموں میں سے ایک یا دو فاضل شخص جاپانی کانفرنس مذاہب منعقدہ ٹوکیو دارالسلطنت جاپان کو اپنی شرکت سے عزت بخشیں گے۔ تاکہ وہ کانفرنس کے سامنے اسلام کی حقیقت ظاہر کریں۔ انجمن اُن عالموں کو درجہ اوّل کے مصارف سفر دیگی۔ اور پندرہ روبل (تقریباً ۲۳ روپے) روزانہ مصارف خوراک وغیرہ کے لئے۔ البتہ یہ شرط کی جاتی ہے کہ ادھر آنے والے علماء حسب ذیل علوم میں مہارت رکھتے ہوں۔

علوم دینیہ۔ عربی زبان دانی۔ فلسفہ قدیم و جدید کے ماہر ہونے کے علاوہ اُن کو نصاریٰ۔ یہود اور بدھ مذہب کے علماء سے بحث و مناظرہ کرنے پر پوری قدرت ہونی چاہیئے اور فرانسیسی یا انگریزی زبانوں سے کوئی ایک زبان بھی اُن کو آتی ہو۔ اگر علمائے کرام ہماری دعوت قبول کریں تو اُن کو لازم ہے کہ پہلے اخبار ترجمان کے دفتر سے خط و کتابت کریں۔ جس کے بعد بذریعہ جاپانی سفیر مقیم سینٹ پیٹرزبرگ اُن کے ساتھ معاملات طے ہونگے۔ صاموکورا"

۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء
۸
نہیں شیوہ یہ ہرگز بیہودہ درائی کا
نوائے دلکش تحقیق حق بزم میں گاتا ہوں
خدایا بارور کر شاخ نخل آرزوئے دل
تیری ہی آبیاری پر یہ پودا لگاتا ہوں
موسم گرما کا
خاص تحفہ
یاقوت مروارید جان زہر مہرہ خطائی یشب کہربا ورق نقرہ کیوڑہ گلاب صندل وغیرہ وغیرہ کا
لاجواب مرکب
مفرح دلکشا
یہ ان قدر دانان ملک کی خواہش کے مطابق تیار کیا گیا ہے جنکو اپنی برباد شدہ صحت خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مفرح عنبری کی طفیل واپس
ملی ہے اور جو اس موسم میں بوجہ شدت گرمی مفرح عنبری کا بدل چاہتے ہیں۔ کیونکہ مفرح کے استعمال کا موقع بسبب گرم ادویہ مثل مشک و زعفران وغیرہ کی ۱۵۔ اگست کے بعد
سے نصف مئی تک ہوتا ہے۔ البتہ سرد مزاج بلغمی طبیعت کے لوگ ہمیشہ استعمال کر سکتے ہیں۔ اُن کے لئے کوئی حرج نہیں ہے
مفرح دلکشا کا نرخ نامہ حسب ذیل ہے
قیمت
ایک ڈبیہ تین روپے (سے)
قیمت
تین ڈبیہ آٹھ روپے (ما)
چھ ڈبیہ پندرہ روپے (۱۵)
قیمت
ایک درجن ستائیس (۲۷)
وزن فی ڈبیہ ۵ تولہ۔ خوراک ۳ ماشہ۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار
مفرح دلکشا
میں خدا تعالےٰ کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں ہیں جو آپ سالہا سال سے مفرح عنبری کے استعمال سے دیکھتے چلے آئے ہیں اسلئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ
کرکے آپ کی سمع خراشی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجائش ہے کسیقدر داجبی عرض کے بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں۔ صرف آپ اتنی بات یاد
رکھیں کہ مفرح عنبری تو سردیوں میں اور مفرح دلکشا گرمیوں میں استعمال کے لائق ہے۔
مفرح دلکشا
جیسا کہ اسکے نام سے ظاہر ہے اس کا ادنےٰ خاصہ ہے کہ اسکی پہلی خوراک منہ میں ڈالتے ہی دل و دماغ میں ایک سریع التاثیر تحریک ٹھنڈک سرور پیدا ہوکر حواس خمسہ ظاہری و باطنی تیز و روشن ہو جاتے ہیں خیالات اعلےٰ و مفید سوجھنے لگتے ہیں دل کو وہ تقویت و تفریح پہنچتی ہے کہ گویا خدائے خالق نے ایک نئی زندگی عطا کی ہے۔ یہ ضعف بے چینی۔ دل کا دھڑکنا۔ گرمی کے باعث دل کا ڈوبتے جانا سانس کا پھولنا پراگندہ خیالی وغیرہ کیلئے ایک سچا اور قابل اعتماد تریاق ہے۔
مفرح دلکشا
وہ اکسیر ہے جس کے استعمال سے ضعف دماغ۔ تبخیر معدہ۔ شکم کی جلن۔ جریان۔ رقت و سرعت و کثرت احتلام۔ سوزش مثانہ کے باعث کثرت پیشاب۔ تقطیر البول۔ دیرینہ و مزمن سوزاک غرض تمام سوزشی امراض کے دفعیہ کے لئے ایک اکسیر کا کام دینے والا بے ضرر مرکب ہے۔
مفرح دلکشا
میں وہ جوہر ہے جو دماغی سوزش اور تکان کو بفضلہ منٹوں میں آرام دیتا ہے اسلئے امیروں وزیروں۔ نوابوں۔ رئیسوں۔ جاگیرداروں۔ ججوں۔ وکیلوں۔ تحصیلداروں۔ منصفوں۔ مدرسوں۔ پولیس و فوجی عہدہ داروں اور بالخصوص کالجوں کے طلباء یا جنکو صحت کی قدر ہے۔ اس مونس رفیق کو ہر دم اپنی جیب میں جان کے ساتھ رکھنا چاہیئے جہاں طبیعت گھبرائی یا تکان محسوس ہوئی جھٹ ایک خوراک منہ میں ڈالی اور پھر تر و تازہ ہوکر اپنے کام میں لگ گئے۔
مفرح دلکشا
چونکہ اکثر نباتی اور معدنی تریاقات و سرد جواہرات کا مرکب ہے اسلئے تمام وبائی امراض یا موسموں یا اُن جگہوں میں جہاں طاعون ہیضہ پھیلا ہوا ہو یا اندیشہ ہو۔ خدائے کریم کی فرمانبرداری کے ساتھ اسکا استعمال ہر زن و مرد خورد و کلاں کیلئے واجب اور لازمی ہے حفظ ماتقدم کے طور پر اس سے بڑھکر دوسری دوائی کا ملنا قریباً محال ہے۔
مفرح دلکشا
حکماء اور ڈاکٹروں کی خدمت میں تو اس کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ تو اجزا سے ہی ان سب باتوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس مرض اور موقع پر مفید ہو سکتی ہے جنرل پبلک کی اطلاع کی خاطر عرض کی جاتی ہے کہ جن مستورات کو اسقاط حمل کا عارضہ ہو یعنی جنکا دوسرے تیسرے مہینہ کا حمل ساقط ہو جاتا ہو اور جن مستورات کو کثرت طمث یعنی ایام ماہواری میں کثرت سے خون جانے کا مرض ہو اور زیادہ خون کے نکل جانے سے زردی حالت ہو گئی ہو۔ انہیں بلا تردد و بلا تامل فوراً اس کو منگا کر استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔
مفرح دلکشا
سے وہ لوگ بھی بفضلہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مبتلائے سل و دق ہوں۔ یا جن کے دماغ بعارضہ نکسیر یا خونی بواسیر یا تھوک کے ساتھ کسیوقت خون کا آنا شروع ہوگیا ہو یا کسی دوسرے صدمہ چوٹ وغیرہ سے خون بکثرت نکل گیا ہو یا کسی اندرونی ناگفتہ بہ مرض سے قوائے مضمحل ہوگئے ہوں انہیں ضرور اسکے استعمال سے صحت حاصل کرنی چاہیئے۔
المشتہر
حکیم محمد حسین قریشی
مفرح عنبری و مفرح دلکشا
کارخانہ رفیق الصحت
لاہور